روزنامہ
الفضل ربوہ
فون 213029
CPL 61
ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد 47-82 نمبر 127 | جمعرات 6 صفر المظفر 1418ھ 12 احسان 1376ہش 12 جون 1997ء

اللہ تعالیٰ بہت درگذر فرماتا ہے

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔

جب کوئی مصائب میں گرفتار ہوتا ہے تو قصور آخر بندے کا ہی ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا قصور نہیں بعض لوگ بظاہر بہت نیک معلوم ہوتے ہیں اور انسان تعجب کرتا ہے کہ اس پر کوئی تکلیف کیوں وارد ہوئی یا کسی نیکی کے حصول سے یہ کیوں محروم رہا۔ لیکن دراصل اس کے مخفی گناہ ہوتے ہیں جنہوں نے اس کی یہ حالت یہاں تک پہنچائی ہوئی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ چونکہ بہت معاف کرتا ہے اور درگذر فرماتا ہے اس واسطے انسان کے مخفی گناہوں کا کسی کو پتہ نہیں لگتا۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 216)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

جب انسان اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پر سوچتا ہے، تو اس کی امید کس قدر وسیع ہو جاتی ہے اور پھر رحمانیت یہ ہے کہ بدوں کسی عمل عامل کے ان اسباب کو مہیا کرتا ہے جو بقائے وجود کے لئے ضروری ہیں۔ دیکھو چاند، سورج، ہوا، پانی وغیرہ بدوں ہماری دعا اور التجا کے اور بغیر ہمارے کسی عمل اور فعل کے اس نے ہمارے وجود کے بقا کے لئے کام میں لگا رکھے ہیں اور پھر رحیمیت یہ ہے کہ اعمال کو ضائع نہ کرے (جزاء سزا کے دن کا مالک ہے) کا تقاضا یہ ہے کہ بامراد کردے۔ جیسے ایک شخص امتحان کے لئے بہت محنت سے تیاری کرتا ہے، مگر امتحان میں دوچار نمبروں کی کمی رہ جاتی ہے، تو دنیوی نظام اور سلسلہ میں تو اس کا لحاظ نہیں کرتے اور اس کو گرادیتے ہیں، مگر خدا تعالیٰ کی رحیمیت اس کی پردہ پوشی فرماتی ہے اور اس کو پاس کرادیتی ہے۔ رحیمیت میں ایک قسم کی پردہ پوشی بھی ہوتی ہے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 125)

ابلا ہوا پانی پینے سے بہت سی بیماریاں دور ہو سکتی ہیں

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث)

جہاں تک ابلے ہوئے پانی کا تعلق ہے یہ تو کسی تنظیم کا کام نہیں ہے یہ تو ہر فرد کا کام ہے۔ میں آپ سے کہتا ہوں کہ اے میرے بھائی یا بہن تو پانی ابال کر پی۔ اس شکل میں جس میں پانی ہوتا ہے یا اس شکل میں جس طرح میں پیتا ہوں۔ یعنی سبز چائے کی دو چار پتیاں بیچ میں ڈال دیں جس سے پانی کا مزہ بدل جاتا ہے پس جن دوستوں کو اللہ تعالیٰ اس کی توفیق دے وہ سبز چائے کے ساتھ ایک دو الائچی بھی ڈال سکتے ہیں۔ لیکن اصل چیز ابلا ہوا پانی ہے۔ بالکل ہلکی سی پتی ڈال دینے سے ہلکا سا انگوری یا موتیا سا رنگ آجاتا ہے۔ (سبز پتی کے بھی مختلف رنگ ہوتے ہیں) بہرحال ہلکا سا شیڈ آجانا چاہئے۔ اور اس سے پانی کا بک بکا پن دور ہو جاتا ہے۔ بعض لوگوں کو اس میں شاید کسیلا پن لگے۔ کوئی بات نہیں دنیا بری عادتیں پیدا کر لیتی ہے۔ تو آپ نیک عادتیں کیوں پیدا نہ کریں۔ ہر بھلائی کی عادت نیک عادت ہے۔ خواہ وہ آپ کی جسمانی صحت کو قائم رکھنے کے لئے ہو۔ یا اس کی اخلاقی اور روحانی قوتوں کو قائم رکھنے کے لئے ہو بہرحال اس عادت کو پیدا کریں اور اس طرح ابلا ہوا پانی پینے سے ربوہ کی بہت ساری بیماریاں دور ہو جائیں گی مثلاً گردے کی بعض بیماریوں کے کیڑے ربوہ کے پانی میں پائے جاتے ہیں۔ یہ تو پانی کے ٹیسٹ میں پائے گئے ہیں۔ بعض کیڑے ایسے ہیں جو جگر کے اوپر حملہ کرتے ہیں یعنی بالواسطہ جگر کو متاثر کرتے ہیں۔ بہرحال معدہ اور انتڑیاں ٹھیک ہوں کھانا ہضم ہو رہا ہو اور آپ ورزش کر رہے ہوں تو آپ کی صحت ٹھیک رہے گی۔ بہرحال صحت اچھی ہونی چاہئے۔ کیونکہ ذمہ داری بڑی ہے اور آپ کو مشغول بھی رکھنا چاہئے تاکہ شیطان کسی دروازے سے آپ کے خیالات کو پراگندہ نہ کرے۔ اس کے متعلق بعد میں (-) کسی وقت باتیں ہوں گی۔ اس وقت تو الف محلہ اور دارالعلوم محلے زیادہ توجہ طلب ہیں۔ کیونکہ یہیں زیادہ تر ایسے مریض تھے۔ جن کا علاج نہیں ہو سکا۔ اگر دوسرے محلوں میں ہیں تو ان کا بھی پتہ لگنا چاہئے۔ ان دونوں محلوں میں پانی کا انتظام درست نہیں ہے۔ پانی کا انتظام درست ہونا چاہئے کہ اگر یہ کام جلد ہو جائے تو کوشش ہونی چاہئے کہ جلسہ سالانہ سے پہلے پہلے چھڑکاؤ کا انتظام ہو جائے تاکہ اس وقت جو دھول اڑ رہی ہے کم از کم اس سے تو لوگ بچ جائیں۔ پھر درخت ہو جائیں گے۔ گھاس ہو جائے گی۔ کھبل، گھاس کے لئے میں نے تجربہ کیا ہے اس کے لئے اچھی مٹی باہر سے یعنی دریا کی بھل لانے کی ضرورت نہیں۔ شور مٹی میں بھی بڑا اچھا ہو جاتا ہے۔ میں نے اس کا خود اس نیت سے تجربہ کیا

باقی صفحہ 7 پر

دعا کرانے والے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنی اصلاح کرے

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

درخواست دعا

○ مکرم راجہ عطاء اللہ خان صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ مظفر آباد آزاد کشمیر ان دنوں علیل ہیں اور علاج کے لئے ہسپتال میں داخل ہیں احباب جماعت سے ان کی کامل صحت یابی اور درازی عمر کے لئے درخواست دعا ہے۔

سانحہ ارتحال

○ مکرم محمود انور صاحب ایم اے خوش نویس کی والدہ محترمہ سیدہ فرخندہ اختر صاحبہ (بنت پیر سید امیر علی شاہ صاحب بھابڑہ شریف) زوجہ چوہدری عطاء اللہ صاحب (وفات یافتہ) مورخہ 6-جون 1997ء کو بعمر 76 سال وفات پا گئیں۔

آپ کا جنازہ اسی دن بعد از جمعہ محترم مولانا سلطان محمود صاحب انور نے بیت الاقصیٰ میں پڑھایا اور بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ موصوفہ کو جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

○ مکرم ڈاکٹر محمد فاروق صاحب صدر جماعت احمدیہ نگیال دنیال آزاد کشمیر مورخہ 19-5-97 کو حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔ موصی ہونے کی وجہ سے آپ کا جسد خاکی ربوہ لایا گیا۔ جہاں مکرم مبارک مصلح الدین احمد صاحب نے بیت المبارک میں آپ کا جنازہ پڑھایا بعد میں قبر تیار ہونے پر مکرم حافظ مظفر احمد صاحب ناظر دعوت الی اللہ نے دعا کروائی۔ اللہ تعالیٰ موصوف کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے۔

○ مکرمہ ممتاز فاروقی صاحبہ اہلیہ مکرم ظفر احمد فاروقی صاحب (وفات یافتہ) 5 جون 1997ء کی صبح 3 بجے شیخ زاہد ہسپتال لاہور میں بوجہ ہارٹ اٹیک وفات پا گئیں۔ آپ کی عمر 65 سال تھی۔ جنازہ ربوہ لایا گیا اور اسی روز بعد عصر بیت المہدی میں مکرم صوبیدار صلاح الدین صاحب نے جنازہ پڑھایا۔ جس کے بعد عام قبرستان میں تدفین عمل میں آئی تدفین مکمل ہونے پر محترم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب وکیل المال ثانی نے دعا کرائی۔ احباب سے موصوفہ کی بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت
2 روپے 50 پیسے

12- احسان 1376 ہش 12- جون 1997ء

شکر گزاری کا جذبہ اور ہماری عملی زندگی

ہمیں بتایا گیا ہے کہ اگر ہم خدا تعالیٰ کا شکر ادا کریں تو وہ ہمیں مزید نعمتیں عطا کرتا ہے۔ یہ انسانی فطرت بھی ہے کہ اگر کسی شخص کا شکریہ ادا کیا جائے تو وہ مزید نوازشات کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کی یہ صفت تو انتہا درجے کو پہنچی ہوئی ہے کہ کوئی اس کا شکر ادا کرے تو وہ اس کی جھولی بھر دیتا ہے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شکر ادا کرنے کا مطلب کیا ہے۔ کیا یہ بات کہہ دینا کافی ہے کہ اے خدا ہم تیرے شکر گزار بندے ہیں۔ اتنا کہہ دینا تو انسان کی طرف سے کوئی چیز ملنے پر کہنا بھی کافی نہیں ہے۔ عملی طور پر اس بات کا اظہار لازمی ہے کہ ہم شکر گزار ہیں لیکن عملی طور پر کس طرح شکر ادا کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو صلاحیتیں اور اہلیتیں عطا کی ہیں ان کا صحیح استعمال حقیقی شکر ادا کرنے کا باعث ہوتا ہے۔ یعنی حقیقی شکر اس کو کہا جا سکتا ہے کہ ہم ان تمام صلاحیتوں اور اہلیتوں سے کام لیں اور اپنے آپ کو بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش کرتے رہیں۔ ہماری اس کوشش کا نتیجہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ لیکن جب اس نے خود ہی کہا ہے کہ میرا شکر کرو گے تو میں تمہیں مزید نعمتیں دوں گا تو پھر جب ہم اپنی اہلیتوں اور صلاحیتوں کو کام میں لاتے ہوئے اپنی زندگی کو بہتر بنانے کی کوشش کرتے ہیں تو بھلا ہماری اس کوشش کو کامیاب کیوں نہیں کرے گا۔

پس صرف اتنی سی بات کہہ کر کہ خدا تعالیٰ کا شکر کریں تو مزید ملتا ہے ہماری زندگی کو تگ و دو پر لگا دیا ہے۔ ہمارے لئے نئے نئے راستے کھول دیئے ہیں۔ اور نئی نئی منازل متعین کر دی ہیں۔ ہمیں اس سفر پر آمادہ کر دیا گیا ہے کہ ہم آگے سے آگے بڑھتے رہیں اور کسی جگہ پر بھی قیام نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کی عنایات اور اس کی نعمتیں تو ہر لمحہ ہمیں ملتی ہیں پھر ہم ہر لمحہ اس کا شکر کیوں نہ ادا کریں یا بالفاظ دیگر اپنی صلاحیتوں اور اہلیتوں کو ہر آن اجاگر کرتے رہنے کی کوشش کیوں نہ کریں۔ یہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے اور اس پر عمل کرنا اس کی رضاء حاصل کرنے کا باعث بنتا ہے۔

پس اس میں ہمارے لئے ایک بہت بڑا سبق ہے اور وہ یہ کہ ہم پر مایوسی کبھی وارد نہیں ہونی چاہئے۔ ہمیں آگے بڑھنے کے احساس کو ہمیشہ زندہ رکھنا چاہئے اور ہم جو کچھ بھی کر سکتے ہیں وہ کرنے کی ضرور کوشش کرنی چاہئے۔ ایسا کرنے سے ہی ہمیں نیکی اور تقویٰ عطا ہو سکتے ہیں اور جس شخص کو نیکی اور تقویٰ عطا ہو جائیں اس کی عملی قوتیں پہلے کی نسبت بہت زیادہ ہو جاتی ہیں۔ انسانی معاملات میں تو شکر ادا کرنے کا ایک ذریعہ یہ بھی ہوتا ہے کہ جس شخص نے ہم پر احسان کیا ہے ہم اس کے احسان کا بدلہ چکائیں۔ ہم بھی کوشش کریں کسی نہ کسی رنگ میں اور کسی نہ کسی حد تک اس پر احسان کیا جائے۔ ہمارے دل میں یہ جذبہ پیدا ہونا چاہئے کہ اگر کسی نے ہمارے ساتھ نیکی کی ہے تو ہمیں بھی اس کے ساتھ نیکی کرنی چاہئے لیکن جہاں تک خدا تعالیٰ کی بات کا تعلق ہے وہ ہمیں اپنی نعمتیں عطا کرتا ہے اور بعض اوقات تو اس طرح عطا کرتا ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ چھپر پھاڑ کر دیتا ہے۔ اس کی نعمتوں کی تو کوئی حد ہی نہیں ہے لیکن دوسری طرف انسان خدا تعالیٰ پر کوئی احسان نہیں کر سکتا۔ خدا تعالیٰ کے لئے وہ کوئی ایسا کام نہیں کر سکتا جس سے خدا تعالیٰ کو فائدہ پہنچے۔ جیسا کہ ہمیں بتایا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ اگر کوئی شخص بھی اس کی بندگی نہ کرے تو اسے ایک ذرہ بھر فرق نہیں پڑتا اور اگر ساری دنیا انتہائی طور پر اس کی بندگی کرے تو پھر بھی اسے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس پر تو کوئی احسان کیا ہی نہیں جا سکتا۔ دراصل وہ جو ہم پر احسان کرتا ہے وہ بھی ہماری قوتوں کو اجاگر کرنے کا ہی باعث بنتا ہے اس احسان کے بدلے میں ہم اپنی ہی ذات پر مزید بعض باتیں لاگو کر لیتے ہیں جن سے ہماری زندگی مزید سدھر جاتی ہے۔ اور کہا جا سکتا ہے کہ اپنی ہی زندگی پر ہم احسان کرنے لگتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کی نعمتوں کے ذکر میں ایک یہ بات بھی نہایت ضروری ہے کہ جب وہ کوئی نعمت عطا کرتا ہے تو اس نعمت کا صحیح استعمال کیا جانا چاہئے۔ اگر ہم اس کا صحیح استعمال نہ کریں اور منہ سے اس کا شکر ادا کرتے رہیں تو یہ ہمارے لئے کسی طرح مفید ثابت نہیں ہوتا۔ جو کچھ وہ ہمیں دیتا ہے وہ ہماری بہتری کے لئے دیتا ہے۔ اور اگر ہم واقعی اسے اپنی بہتری کے لئے استعمال نہ کریں تو اس کے دینے کی ایک رنگ میں نفی کرنے کا باعث بن جاتے ہیں۔

پس شکر کا ایک ذریعہ یہ بھی ہے کہ جو کچھ ہمیں ملتا ہے اس کے استعمال پر غور کریں۔ سب سے پہلے تو اپنے قویٰ کے استعمال پر غور کریں۔ پھر ان قویٰ کے ذریعے جو کچھ ہمیں دیا جاتا ہے جنہیں ہم صلاحیتیں اور اہلیتیں کہتے ہیں ان پر بھی غور کریں کہ ہم ان سے کس طرح کام لے رہے ہیں کیا واقعی ہم ان سے کام لیتے ہوئے خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں یا نہیں کرتے۔

پس یہ بات ہمیشہ ہمارے پیش نظر رہنی چاہئے کہ خدا تعالیٰ کا شکر کرنے سے مزید انعامات ملتے ہیں اور خدا تعالیٰ کا شکر عملی رنگ میں کیا جانا چاہئے نہ کہ محض زبانی طور پر۔ جوں جوں ہم شکریے کا اظہار کریں گے اور عملی طور پر کریں گے ہماری زندگی ایک باعمل انسان کی زندگی بن جائے گی ہم ترقی کی راہ پر گامزن ہو جائیں گے۔ ہم آگے سے آگے بڑھتے چلے جائیں گے۔ اور ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مزید نعمتیں عطا ہوتی چلی جائیں گی۔ پس شکر گزاری پر ہمیشہ غور کرتے رہنا چاہئے اور اس کا عملی طور پر اظہار کرنا ہماری زندگی کا لازمہ بن جانا چاہئے۔ خدا کرے کہ ہم ہر لمحہ عملی طور پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہیں۔ جو نعمتیں اس نے ہمیں عطا کی ہیں ان سے بہت بڑھ کر حاصل کرنے کا یہی طریق ہے کہ خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے۔ یہ بات ہماری زندگی کو زیادہ سے زیادہ اچھے نتائج حاصل کرنے کی طرف لے جاتی ہے۔ جب ہم اپنے قویٰ کو صحیح معنوں میں استعمال کریں گے تو خدا تعالیٰ اپنے فضل سے اس شکریے کے جواب میں ہمیں بہتر نتائج عطا کرے گا۔

پس آیئے ہم شکر گزار بندے بنیں۔ ہم اپنی صلاحیتوں اور اہلیتوں کو کام میں لائیں اور خدا تعالیٰ کی خاطر اپنی زندگی کو بہتر سے بہتر بناتے چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

تیری چٹکی میں آنے سے بن جاتی ہے بات
تُو چاہے تو جگمگ جگمگ کر اُٹھے ہر رات
میں نے دل کے دروازے کو چوپٹ کھول دیا
اس تاریک نگر کو روشن کر دے تیری ذات
مَیں لاشئے ہوں اور حقیقت ہے میری معدوم
مولا تیری پُشت پناہی ہے میرا اِثبات

ابوالاقبال

حبیب الرحمان زیروی- اسسٹنٹ لائبریرین خلافت لائبریری ربوہ

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مکاتیبِ گرامی

حضرت امام جماعت احمدیہ الاول کے نام

حضرت حکیم مولوی نور الدین صاحب امام جماعت احمدیہ الاول حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخلصین اور فدائیوں میں سب سے اونچے درجے پر فائز تھے۔ آپ کو حضرت بانی سلسلہ کی اطاعت اور عشق و محبت سے جو حصہ وافر ملا ہے وہ تاریخ احمدیت کا ایک روشن اور تابناک باب ہے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الاول کے مقام و مرتبہ کا صحیح ادراک بھی ہم کو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خطوط سے ہوتا ہے۔ یہ خطوط جہاں علمی معارف و دقائق کا خزانہ ہیں وہاں یہ خطوط غیر معمولی محبت اور حضرت امام جماعت احمدیہ الاول کے بلند روحانی مرتبہ کو بھی ظاہر کرتے ہیں۔ ذیل میں ایسے ہی چند خطوط سے منتخب اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں۔

از عاجز عایذ باللہ الصمد غلام احمد۔ بخدمت اخویم مکرم و مخدوم حکیم نور الدین صاحب (-)

(-) عنایت نامہ پہنچا۔ حال صدمہ وفات دولخت جگر آنمخدوم و علالت طبیعت پسر سوم سن کر موجب حزن واندوہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ آپ کو صدمہ گزشتہ کی نسبت صبر عطا فرماوے۔ اور آپ کے قرۃ العین فرزند سوم کو جلد تر شفا بخشے۔ (اللہ العزیز نے چاہاتو) یہ عاجز آپ کے فرزند کے لئے دعا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ مجھ کو اپنے فضل و کرم سے ایسی دعا کی توفیق بخشے جو اپنی جمیع شرائط کی جامع ہو۔ یہ کسی انسان کے اختیار میں نہیں۔ صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اسی کی مرضات حاصل کرنے کے لئے اگر آپ خفیہ طور پر اپنے فرزند دلبند کے شفا حاصل ہونے پر اپنے دل میں کچھ نذر مقرر کر رکھیں تو عجیب نہیں کہ وہ نکتہ نواز جو خود اپنی ذات میں کریم و رحیم ہے آپ کی اس صدقدلی کو قبول فرما کر ورطہ غموم سے آپ کو مخلصی عطا فرماوے۔ وہ اپنے مخلص بندوں پر ان کے ماں باپ سے بہت زیادہ رحم کرتا ہے۔ اس کو نذروں کی کچھ حاجت نہیں۔ مگر بعض اوقات اخلاص آدمی کا اسی راہ سے متحقق ہوتا ہے۔ استغفار اور تضرع اور توبہ بہت ہی عمدہ چیز ہے۔ اور بغیر اس کے سب نذریں ہیچ اور بے سود ہیں۔ اپنے مولیٰ پر قوی امید رکھو۔ اور اس کی ذات بابرکات کو سب سے زیادہ پیارا بناؤ۔ کہ وہ اپنے قوی الیقین بندوں کو ضائع نہیں کرتا۔ اور اپنے سچے رجوع لانے والوں کو ورطہ غموم میں نہیں چھوڑتا۔

رات کے آخری پہر میں اٹھو۔ اور وضو کرو۔ اور چند دوگانہ اخلاص سے بجالاؤ اور دردمندی اور عاجزی سے یہ دعا کرو۔

اے میرے محسن اور اے خدا۔ میں ایک تیرا ناکارہ بندہ پر معصیت اور پر غفلت ہوں۔ تو نے مجھ سے ظلم پر ظلم دیکھا۔ اور انعام پر انعام کیا اور گناہ پر گناہ دیکھا اور احسان پر احسان کیا۔ تو نے ہمیشہ میری پردہ پوشی کی۔ اور اپنی بے شمار نعمتوں سے مجھے متمتع کیا۔ سو اب بھی مجھ نالائق اور پر گناہ پر رحم کر اور میری بیباکی اور ناسپاسی کو معاف فرما۔ اور مجھ کو میرے اس غم سے نجات بخش کہ بجز تیرے اور کوئی چارہ گر نہیں۔ آمین! ثم آمین!!

مگر مناسب ہے کہ بروقت اس دعا کے فی الحقیقت دل کامل جوش سے اپنے گناہ کا اقرار اور اپنے مولیٰ کے انعام و اکرام کا اعتراف کرے۔ کیونکہ صرف زبان سے پڑھنا کچھ چیز نہیں جوش دلی چاہئے اور رقت اور گریہ بھی۔ یہ دعا معمولات اس عاجز سے ہے۔ اور در حقیقت اس عاجز کے مطابق حال ہے۔ والسلام خاکسار غلام احمد عفی عنہ 20۔ اگست 1885ء

از عاجز عایذ باللہ الصمد غلام احمد بخدمت اخویم مخدوم و مکرم مولوی حکیم نور الدین صاحب (-)

عنایت نامہ پہنچا اور کئی بار میں نے اس کو غور سے پڑھا۔ جب میں آپ کی ان تکلیفوں کو دیکھتا ہوں۔ اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی ان کریمانہ قدرتوں کو جن کو میں نے بذات خود آزمایا ہے۔ اور جو میرے پر وارد ہو چکے ہیں۔ تو مجھے بالکل اضطراب نہیں ہوتا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ خداوند کریم قادر مطلق ہے اور بڑے بڑے مصائب شدائد سے مخلصی بخشتا ہے۔ اور جس کی معرفت زیادہ کرنا چاہتا ہے ضرور اس پر مصائب نازل کرتا ہے۔ تا اسے معلوم ہو جائے۔ کیونکہ وہ نومیدی سے امید پیدا کر سکتا ہے۔ غرض فی الحقیقت وہ نہایت ہی قادر و کریم و رحیم ہے۔ البتہ جس پر چاہے کہ ہر ایک چیز اپنے وقت پر وابستہ ہے(-) آخر میں نے صبر کیا اور دعا کرتا رہا تو اللہ جلشانہ نے اس دعا کو قبول فرمایا۔ اور ضعف قلب تو اب بھی مجھے اس قدر ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتا خدا تعالیٰ سے زیادہ تر کامل معالج اور کوئی بھی نہیں۔ ہماری سعادت اسی میں ہے کہ ہم بالکل اپنے تیئں نکمے اور بے ہنر سمجھیں اور ہر ایک طرف سے قطع امید کر کے ایک ہی آستانہ کے منتظر رہیں۔ سو اگر مجھے بشرط صبر و شکیب کہنے کی اجازت دیں تو میں اسی کامل معالج سے آپ کے علاج کی درخواست کرتا رہوں گا۔ بشرطیکہ آپ عجلت نہ کریں طلبگار باید صبور و حمول۔

اب مجھے کسی تدبیر ظاہری پر اعتقاد نہیں رہا۔ میں جانتا ہوں۔ کہ تدبیر صائب بھی تب ہی سوجھتی ہے۔ کہ جب خود قادر مطلق بندی سے رہا کرنا چاہتا ہے۔ مگر میں اس بات سے بہت ہی خوش ہوں اس طرح کہ جس طرح کوئی نہایت راحت بخش نشے میں ہوتا ہے۔ کہ ہم ایسا قادر کریم اپنا مولا رکھتے ہیں کہ جو قدرت بھی رکھتا

باقی صفحہ 6 پر

ارشادات حضرت امام جماعت الرابع

افکارِ عالیہ

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع فرماتے ہیں۔

گزشتہ خطبہ میں میں نے مالی قربانیاں کرنے والوں سے متعلق کچھ امور بیان کئے تھے۔ اور اس بات پر زور دیا تھا کہ مالی قربانی کرتے وقت تقویٰ کو ہمیشہ مد نظر رکھنا چاہئے۔

اب اس سلسلہ میں صرف اتنا کہہ کر مضمون کے اس حصہ کو ختم کروں گا کہ عموماً یہ خیال کیا جاتا ہے کہ چندہ عام وغیرہ میں شرح سے کم دینے والے وہی لوگ ہوتے ہیں جو بوجہ غربت پورا چندہ ادا نہیں کر سکتے جب کہ میرا لمبا تجربہ اس کے بالکل برعکس ہے۔

میں نے اس سلسلہ میں مختلف حیثیتوں سے مختلف خدمتیں سرانجام دی ہیں۔ مجھے مجلس خدام الاحمدیہ کا رکن ہونے کی حیثیت سے بھی اور وقف جدید سے تعلق کی وجہ سے بھی اور نظام جماعت کے دیگر شعبوں سے تعلق کے لحاظ سے بھی کام کرنے کا موقع ملا ہے میں نے بالعموم ہر جگہ یہ دیکھا ہے کہ غرباء اپنی مالی قربانی میں خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بہت آگے ہیں اور شرح کے مطابق چندہ دینے میں جو تناسب غرباء میں ملتا ہے وہ امراء کے ہاں نہیں ملتا۔ اور عجیب بات ہے کہ جتنا آپ اوپر چلتے ہیں اتنا ہی زیادہ فرق نظر آتا ہے اور صورت حال برعکس ہوتی چلی جاتی ہے، یہاں تک کہ وہ لوگ جن کو خدا تعالیٰ نے غیر معمولی فضلوں سے نوازا ہے اور بہت دولت عطا فرمائی ہے ان کے لئے گو چندہ دینا تو مشکل نہیں لیکن شرح سے چندہ دینا ان کے لئے بہت بڑی مصیبت بن جاتا ہے۔ دراصل انسان نسبتوں کی بجائے رقم کی مقدار دیکھنے کا عادی ہوتا ہے اور یہ انسانی فطرت ہے۔ ایک غریب آدمی جس کی سو روپے آمدنی ہے وہ اس میں سے چھ روپے چندہ دیتا ہے۔ اس کے نزدیک چھ روپے باوجود غربت کے چھ روپے ہی ہوتے ہیں اور اس کے لئے وہ چھ روپے دینا نسبتاً آسان ہوتا ہے۔ تاہم صرف یہی بات نہیں بعض اور وجوہات بھی ہیں اور ان میں سے ایک بہت بڑی وجہ غریب آدمی کا وہ معیار قربانی ہے جو عموماً بہت بلند ہوتا ہے۔ اور یہ معیار مقابلہ کی وجہ سے بھی اس کے اندر پیدا ہوتا ہے۔ جب وہ امیروں کو غیر معمولی طور پر رقمیں دیتا ہوا دیکھتا ہے کہ فلاں نے ایک ہزار دیا اور فلاں نے دس ہزار دیا تو وہ اپنی طرف سے چھ روپے کے چندہ میں کمی کرنے کی استطاعت ہی نہیں پاتا۔ وہ چھ روپے دیتے ہوئے بھی ایسا شرمندہ ہوتا ہے کہ ساتھ استغفار کر رہا ہوتا ہے کہ کاش مجھ میں توفیق ہوتی تو میں اس سے زیادہ دیتا۔ پس بہت سے نفسیاتی پہلو ایسے ہیں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے غریب کے تقویٰ کی حفاظت فرما دی ہے۔

ان امور میں امیر آدمی غریب کے مقابل پر دل کا بہت زیادہ غریب ثابت ہوتا ہے۔ تبھی (کلام الٰہی) نے جہاں مالی قربانی کا ذکر کیا وہاں مالی غربت کا ذکر نہیں کیا۔ بلکہ دل کی غربت کا ذکر کیا۔ فرمایا (-) وہ لوگ جو دل کے بخل سے بچائے جاتے ہیں اور جو دل کے غریب نہیں ہوتے وہی لوگ ہیں جو اللہ کے نزدیک بڑی فلاح پانے والے ہیں۔

پس جہاں تک چندوں کی ادائیگی کا تعلق ہے اس میں فیصلہ کن امر یہ نہیں ہوتا کہ کسی کے پاس کتنی دولت ہے وہ ظاہری لحاظ سے کتنا دولت مند ہے بلکہ فیصلہ کا انحصار اس بات پر ہوتا ہے کہ کسی کے پاس دل کی دولت کتنی ہے۔ اس پہلو کے لحاظ سے امراء کے طبقہ کی یہ عجیب بدقسمتی ہے کہ امیر آدمی اپنی غیر معمولی توفیق کے باوجود شرح کے مطابق چندہ دینے سے ہچکچاتا ہے (-) ایک آدمی جس کی آمد ایک سو ساٹھ روپیہ ہے اس کے لئے کوئی مشکل نہیں کہ وہ دس روپے چندہ دے دے لیکن جس کی 16 لاکھ روپے آمد ہو اس میں سے شرح کے مطابق ایک لاکھ روپے دے دینا اس کو اتنی بڑی رقم نظر آتی ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ چلو تھوڑا بھی دے دوں تو بہت ہوگا۔ مثلاً دس ہزار یا بیس ہزار روپے دے دیئے جائیں تو یہ بھی بہت بڑی رقم ہے اس لئے وہ تھوڑا چندہ دے کر بھی اپنے آپ کو بہت مخلص سمجھنے لگتا ہے کہ گویا اس نے دین کے لئے بہت بڑی قربانی کی ہے۔ اس لئے وہ لوگ جنہیں خدا تعالیٰ نے رزق میں کشائش عطا فرمائی ہے، اموال میں وسعت بخشی ہے ان کو خصوصیت کے ساتھ اپنے تقویٰ کی حفاظت کرنی چاہئے۔

یہ محض نفس کا دھوکا ہے کہ شرح کے مطابق چندہ ادا کرنے سے مال کم ہو جائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے جب خدا کو واپس کیا جاتا ہے تو مال میں کمی واقع نہیں ہوتی۔ خواہ مخواہ دل میں گانٹھیں پڑی ہوتی ہیں۔

امر واقعہ یہ ہے کہ گانٹھ کھولنے کا جو مزہ ہے وہ نہ کھولنے والے کے تصور میں بھی نہیں آسکتا۔ جب بھی آپ خدا کی خاطر دل کی کوئی گانٹھ کھولتے ہیں اس وقت آپ کو وسعت عطا ہوتی ہے، اس وقت آپ کو وہ فراخی ملتی ہے اور وہ فراخی مال کے مقابل پر بہت ہی زیادہ عظیم الشان اور بہت ہی زیادہ سرور بخشنے والی ہوتی ہے۔ اس لئے ہمارے صاحب ثروت احباب کو چاہئے کہ وہ خصوصیت کے ساتھ اپنے نفس کا محاسبہ کرتے رہیں۔

ایک اور ذریعہ سے بھی مجھے پتہ چلتا ہے کہ امراء میں کچھ کمزوری باقی ہے۔ غریب آدمی جب کسی مجبوری کے پیش نظر شرح میں کمی کرنا چاہتا ہے تو بے دھڑک معافی کے لئے خط لکھ دیتا ہے۔ اس کا معاملہ بڑا واضح ہوتا ہے۔ اس کی آمد کے مقابل پر اس کی ذمہ داریاں زیادہ ہوتی ہیں۔ وہ کئی دفعہ مقروض ہو جاتا ہے، اسے کئی دفعہ حادثات پیش آجاتے ہیں اس لئے وہ بے جھجک ہو کر لکھتا ہے کہ میرے یہ حالات جن کی وجہ سے

باقی صفحہ 7 پر

ہماری تاریخ

الفضل 26 مارچ 1955ء کا اداریہ

سفرِ یورپ

جیسا کہ احباب کو کل کے پرچہ سے معلوم ہو چکا ہے حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ ربوہ مبارک سے کل مورخہ 23۔ امان ھش 1334 کو بوقت صبح نو بجے سفر یورپ کے ارادہ سے لاہور تشریف لے گئے اور توقع ہے کہ وہ ایک روز تک لاہور سے مع الخیر روانہ ہو کر کراچی تشریف لے جائیں گے اور وہاں سے یورپ کی جانب روانہ ہوں گے۔

احباب کو یہ بھی علم ہے کہ حضرت صاحب کی صحت ایک عرصہ سے خراب ہو رہی تھی۔ اور باوجود صحت کی خرابی کے حضرت صاحب جماعتی کام اسی طرح سرانجام دینے میں مصروف رہے جس طرح کہ تندرستی میں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ معمولی انسان تندرستی میں بھی اتنا کام نہیں کر سکتا۔ اور اتنا وقت مصروفیات میں نہیں گزار سکتا۔ جتنا کہ حضرت صاحب باوجود خرابی صحت کے سرانجام دیتے ہیں۔ یہ واقعی ایک اعجاز ہے۔ اور اس کو ہم ہی نہیں۔ بلکہ تمام غیر از جماعت احباب بھی جن کو حضرت صاحب سے اس دوران ملنے کا موقع نصیب ہوا ہے اس امر پر سخت حیران ہیں کہ حضرت صاحب کس طرح یہ تمام بار اٹھا رہے ہیں۔

احباب اور ڈاکٹر ایک مدت سے حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کرتے رہے۔ کہ آپ اپنی صحت کا خیال کریں۔ اور کم از کم یورپ کے ماہرین سے استفادہ فرمائیں چنانچہ گزشتہ مجلس مشاورت کے موقعہ پر شوریٰ میں یہ تحریک پیش بھی کی گئی۔ اور تجویز پاس بھی ہو گئی۔ کہ حضرت صاحب ضرور امریکہ یا یورپ اپنے مستقل علاج کے لئے تشریف لے جائیں۔ اور اگرچہ جماعت نے بحیثیت مجموعی اس تجویز پر صاد کیا۔ اور اظہار رضامندی ہی نہیں بلکہ اصرار بھی کیا۔ مگر حضرت صاحب التواہی فرماتے چلے گئے۔ حالانکہ آپ کی صحت نے خود آپ کو اچھی طرح محسوس کرا دیا تھا۔ کہ ضرور اپنے علاج کے لئے یہ اقدام کرنا چاہئے۔ اس کی وضاحت خود حضرت صاحب کے اس بیان سے ہوتی ہے۔ جو ضمیمہ الفضل مورخہ 23۔ امان ھش 1334 اور پھر الفضل 24۔ امان ھش 1334 میں شائع ہو چکا ہے۔

حضرت صاحب فرماتے ہیں

"عزیزم شیخ ناصر احمد نے سوئٹزرلینڈ سے تار دی ہے کہ میں نے معین صورت میں یہاں کے ڈاکٹروں سے مشورہ کر لیا ہے۔ اور وہ یہی کہتے ہیں کہ وہ یہاں آجائیں ہم علاج کر سکتے ہیں۔ اور یہاں ہر قسم کی سہولتیں مہیا ہیں۔ قریباً اس مفہوم کی تار انگلینڈ سے بھی آئی ہے۔ اس لئے میں نے جانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ ہر انسان جو پیدا ہوا ہے اس نے مرنا ہے۔ ان گھڑیوں میں جب میں یہ محسوس کرتا تھا کہ میرا دل ڈوبا کہ ڈوبا مجھے یہ غم نہیں تھا۔ کہ میں اس دنیا کو چھوڑ رہا ہوں۔ مجھے یہ غم تھا کہ میں آپ لوگوں کو چھوڑ رہا ہوں۔ اور مجھے یہ نظر آرہا تھا کہ ابھی ہماری جماعت میں وہ آدمی پیدا نہیں ہوا۔ جو آپ کی نگرانی ایک باپ کی شکل میں کرے۔ میرا دماغ بوجھ نہیں برداشت کر سکتا تھا۔ مگر اس وقت میں برابر یہ دعا کرتا رہا۔ کہ اے میرے خدا جو میرا حقیقی باپ اور آسمانی باپ ہے۔ مجھے اپنے بچوں کی فکر نہیں کہ وہ یتیم رہ جائیں گے۔ مجھے اس بات کی فکر ہے کہ وہ جماعت جو سینکڑوں سال کے بعد حضرت بانی سلسلہ نے بنائی تھی۔ وہ یتیم رہ جائے گی۔ اگر تو مجھے تسلی دلا دے۔ کہ ان کے یتیم کا میں انتظام کر دوں گا۔ تو پھر میری یہ تکلیف کی گھڑیاں سہل ہو جائیں گی۔ مگر تو مجھ سے یہ کس طرح امید کر سکتا ہے۔ کہ یہ لاکھوں روحانی بچے جو تو نے مجھے دیئے ہیں۔ جن کے دشمن چپے چپے پر دنیا میں موجود ہیں۔ اور جن کو ختم کرنے کے لئے ہر وقت شیطانی نیزے اٹھ رہے ہیں۔ جب میرے بعد ان نیزوں کو اپنی چھاتی پر کھانے والا کوئی نہیں رہے گا تو تو ہی بتا کہ میں اس بات کو کس طرح برداشت کر لوں۔ مجھے موت کا ڈر نہیں مجھے ان لوگوں کے یتیم ہو جانے کا ڈر ہے۔ جنہوں نے تیرے نام کو روشن کرنے کے لئے پچاس سال متواتر قربانیاں کیں۔ ان کے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔ دنیا نے ان کو کمائی سے محروم کر دیا تھا۔ پھر بھی وہ ہر اس آواز پر آگے بڑھے۔ جو تیرے نام کے روشن کرنے کے لئے میں نے اٹھائی تھی۔ اب اے میرے وفادار آقا! میں تجھے تیری ہی وفاداری کی قسم دیتا ہوں۔ ان کمزوروں نے اپنی کمزوریوں کے باوجود تجھ سے وفاداری کی۔ تو طاقتور ہوتے ہوئے ان سے بے وفائی نہ کیجیو۔ کہ یہ بات تیری شان کے شایاں نہیں۔ اور تیری پاکیزہ صفات کے مطابق نہیں۔ میں ان لوگوں کو تیری امانت میں دیتا ہوں۔ اے سب امینوں سے بڑے امین اس امانت میں خیانت نہ کیجیو۔ اور اس امانت کو پوری وفاداری سے سنبھال کر رکھیو۔

ڈاکٹر مجھے کہتے ہیں فکر مت کرو۔ لیکن میں اس امانت کا فکر کس طرح نہ کروں۔ جسے میں نے پچاس سال سے زیادہ عرصہ تک اپنے سینہ میں چھپائے رکھا۔ اور ہر عزیز شے سے زیادہ عزیز سمجھا۔"

ہم نے یہ پورا پیراگراف شائع کر دیا ہے اس کا لفظ لفظ صداقت اور محبت اور فکر میں ڈوبا ہوا ہے۔ کون ہے جو ان الفاظ کو پڑھے اور اس کی آنکھیں پرنم نہ ہوں۔ جس کے دل میں سوز پیدا نہ ہو۔ حضرت صاحب کو نہ اپنی بیماری کی فکر ہے۔ اور نہ موت کا خوف۔ مگر آپ کا دل جماعت لئے ڈوبا جاتا ہے۔ آپ کا دل نہیں چاہتا کہ آپ جماعت کے کاموں سے چند لمحوں کے لئے بھی جدا ہوں ان کی سرانجام دہی سے ایک لمحہ بھی فارغ رہیں سچ تو یہ ہے کہ اگر حضرت صاحب پر بیماری کا اچانک حملہ نہ ہوتا اور قدرت انتباہ نہ کرتی۔ تو ہمیں یقین ہے کہ حضرت صاحب سفر یورپ کی تحریک کو اسی طرح ٹالتے چلے جاتے۔ جس طرح کہ آپ ایک مدت سے ٹالتے چلے آئے ہیں۔

بالآخر حضرت صاحب سفر یورپ پر روانہ ہو چکے ہیں تجویز یہ تھی کہ آپ اپنے علاج کے لئے سفر فرمائیں۔ اسی تجویز کے مطابق طوعاً و کرہاً آپ سفر پر روانہ ہوئے ہیں۔ لیکن حضرت صاحب کی دعا کے جو آپ نے اپنے اسی بیان فرمائی ہے آخری الفاظ ملاحظہ کیجئے۔ حضرت صاحب دعا کرتے ہیں۔

("خدا کرے میرا یہ سفر میرے لئے نہ ہو بلکہ (دین حق) کے لئے ہو۔ اور خدا کے دین کے لئے ہو۔ اور خدا کرے کہ میری عدم موجودگی میں تم غم نہ دیکھو۔ اور جب میں لوٹوں تو خدا تعالیٰ کی مدد اور نصرت میرے بھی ساتھ ہو۔ اور تمہارے بھی ساتھ ہو۔ اور ہم سب خدا کی گود میں ہوں (-)

حضرت صاحب دعا کرتے ہیں کہ "خدا کرے میرا یہ سفر (دین حق) کے لئے ہو اور خدا کے دین کے لئے ہو" اللہ نے چاہا تو حضرت صاحب کی یہ دعا شرف قبولیت حاصل کرے گی۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ یورپ کی سرزمین آپ کے قدم میمنت لزوم سے شرف حاصل کرے گی۔ اور حضرت صاحب نے اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ جو دعوت الی اللہ کے مشن یورپ میں جاری فرمائے ہیں۔ ان کو آپ کے وجود باجود کی وجہ سے یقیناً چار چاند لگ جائیں گے۔ ان کی جڑیں۔ اور بھی مضبوط ہو جائیں گی۔ اور اہالیان یورپ اس عظیم الشان شخصیت کے قرب سے اور بھی بصارت اور بصیرت حاصل کریں گے۔ بلکہ ہمیں یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت صاحب کو جلد کامل صحت سے سرفراز فرمائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ ضرور توفیق عطا کرے گا۔ آپ نہ صرف یورپ بلکہ افریقہ امریکہ اور جزا کو اور تمام دنیا کے کناروں پر احمدیت کے مراکز کو شرف بخشیں گے۔ اے خدا تعالیٰ ایسا ہی ہو۔ یہ ایک عظیم الشان اور نہائت مبارک سفر ہو گا۔ کیونکہ اس سے مشرق و مغرب میں دین حق کی دھاک بندھ جائے گی۔ اور احمدیت کی ترقی کی تاریخ میں ایک سنگ میل ثابت ہو گا۔

ذرا ٹھہریئے حضرت صاحب نے کچھ ہمیں بھی نصائح فرمائی ہیں۔ اور ہمارے لئے بھی اللہ تعالیٰ سے دعائیں کی ہیں۔ دین حق کی کامیابی بے شک اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ بھی ذرائع ہی سے کام لیتا ہے۔ وہ اپنے فرستادگان کو جماعتیں اس لئے عطا کرتا ہے۔ کہ اس کے کام جماعتوں ہی کے ذریعہ سرانجام پاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت صاحب اپنے وقت کا ہر لمحہ جماعتی سدھار کے لئے صرف فرماتے ہیں یہی وجہ ہے کہ حضرت اپنے وقت کا ہر لمحہ جماعتی کاموں کے لئے صرف فرماتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ حضرت صاحب ایک مدت تک سفر سے ہچکچاتے رہے۔ تاکہ جماعت کے کاموں میں خلل پیدا نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ جماعت کی ترقی کے لئے دعائیں کیں۔

"خدا کرے میری عدم موجودگی میں تم غم نہ دیکھو۔"

کتنے پرسوز الفاظ ہیں:۔

اس لئے ہمارا ابھی فرض ہے کہ ہم چوکس ہو جائیں اور تندہی سے اس کام میں لگ جائیں۔ جو کام اللہ تعالیٰ نے ہمارے سپرد کیا ہے۔ حضرت صاحب کے یہ الفاظ خدام الاحمدیہ کے لئے ہی نہیں بلکہ عام ہیں کہ

"پس اے نوجوانو! اے خدام الاحمدیہ کے ممبرو! میری اس نصیحت کو یاد رکھو۔ عبداللہ بن ابن سلول کے بیٹے کے واقعہ کو یاد رکھو۔ حدیث دجال کو یاد رکھو۔ اگر تم خدا کے لئے موت قبول کرو گے تو خدا تم کو ایسی زندگی دے گا۔ جس کو کوئی ختم نہیں کر سکے گا۔ اللہ تعالیٰ تم کو سچا (صاحب ایمان) اور سچا بندہ بننے کی توفیق دے۔"

ایک اچھی بات

اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے سپرد کر دینے کے لئے اس سے محبت کرنا لازمی ہے۔

آخر میں یہ اعادہ ضروری ہے کہ املانامہ کی سفارشات اس احساس کے ساتھ مرتب کی گئی ہیں کہ زبان اور اس کے تمام ظواہر کسی فرد واحد' ادارے یا انجمن کے حکم کے تابع نہیں۔ زبان ایک وسیع تر عمرانیاتی نظام کا حصہ ہے جو عوامی ضرورتوں اور رواج اور چلن سے وجود میں آتا ہے اور جس کی پشت پر صدیوں کے تاریخی اور لسانیاتی ارتقا کا ہاتھ ہوتا ہے۔ زبان اور رسم الخط میں کسی طرح کی کوئی تبدیلی کوئی فرد واحد' کمیٹی یا انجمن یا ادارہ جبراً مسلط نہیں کر سکتا۔ تبدیلیاں تو ہوتی ہیں لیکن یہ زبان کے خاموش عمرانیاتی عمل کے تحت از خود رونما ہوتی ہیں۔ کمیٹیاں اور ادارے صرف اتنا کر سکتے ہیں کہ کسی مسئلے کے بارے میں احساس و شعور کو بیدار کر دیں اور آگہی کی فضا پیدا کر دیں تاکہ انتشار دور ہو۔ چنانچہ یہ سفارشات بھی تجاویز ہیں' سرکاری حکم نامہ نہیں' اور اس توقع کے ساتھ پیش کی جا رہی ہیں کہ ان سے املا کی معیار بندی کے لئے احساس و شعور کی بیداری کا عمل تیز تر ہو گا اور آگہی کی فضا پیدا کرنے میں مدد ملے گی۔ زبان ایک زندہ حقیقت ہے جس میں تبدیلیوں کا عمل جاری رہتا ہے۔ چنانچہ اصولوں میں اتنی لچک بہرحال ہونی چاہئے کہ زبان کے وسیع تر چلن اور آئندہ ضرورتوں کا ساتھ دے سکیں۔ ہمارا جو فرض تھا' وہ ہم نے ادا کیا' فیصلہ بہرحال زمانہ اور وقت کرے گا۔ وما توفیقی الا باللہ۔

گوپی چند نارنگ
نسیم باغ سری نگر
16۔ ستمبر 1988ء

محترمہ حور جہاں بشریٰ داؤد (وفات یافتہ)

مصباح دسمبر 1993ء

محترمہ نور جہاں صاحبہ

محترمہ نور جہاں صاحبہ بنت حضرت حکیم عبدالصمد صاحب دہلوی (رفیق حضرت بانی سلسلہ) اہلیہ مکرم مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب کراچی ہیں۔

آپ یو۔پی کے معزز گھرانے سے تعلق رکھتی ہیں۔ بچپن میں والدہ محترمہ حضرت شادمانی بیگم صاحبہ یکے از رفقائے حضرت بانی سلسلہ کی وفات کے بعد میرٹھ سے قادیان اپنے خاندان کے ساتھ آگئیں۔

شادی مکرم مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب کراچی ابن مکرم و محترم عبدالحکیم صاحب کے ہاں ہوئی۔ تہذیب و تمدن کے فرق کے باوجود انتہائی وفا کے ساتھ زندگی گزاری۔

شادی کے وقت ابا جان میٹرک پاس تھے۔ لیکن چوتھی بچی کی پیدائش کے بعد امی کی توجہ دلانے پر دوبارہ پڑھائی شروع کی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بی اے ایل ایل بی کیا۔ لیکن پریکٹس دیر سے شروع کی۔

زندگی کا سب سے اہم واقعہ تقسیم ہندوپاکستان کے وقت پیش آیا۔ جب حضرت امام الثانی کی تحریک پر کہ "خدام مرکز کی حفاظت کے لئے قادیان جائیں۔" ابا جان نے اپنے نام بھی پیش کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ پہلا قافلہ جو روانہ ہوا اس کے امیر مقرر ہوئے۔ جب اپنے والد صاحب سے اجازت طلب کی تو وہ چونکہ پورے خاندان میں تنہا احمدی تھے۔ ساری زندگی خدا تعالیٰ کی خاطر قربانیاں دیتے گزری تھی اور اولاد کو بھی اس کی تلقین کرتے رہے تھے۔ لیکن شاید پدری محبت نے خود اجازت دینے کی بجائے رخ امی کی طرف موڑ دیا۔ کہ تم اپنی بیوی سے پوچھ لو۔ ان کا خیال تھا کہ عورتیں کم حوصلہ ہوتی ہیں اور یہ وقت تو تھا ہی ایسا کہ ہر طرف موت اور وحشت و خوف کا بازار گرم تھا۔ اور ابھی شادی کو بھی کم عرصہ گزرا تھا۔

جب امی سے ابا جان نے پوچھا تو انہوں نے کہا ضرور جائیں۔ اللہ آپ کی حفاظت کرے گا۔ اس پر اباجی (دادا جان) نے ابا جان کے جانے کے بعد کہا کہ میں تو سمجھتا تھا کہ تم منع کرو گی۔ کیا حالات کا بھی تم کو اندازہ نہ تھا۔

امی بتاتی ہیں کہ دعا تو میں کرتی ہی تھی۔ لیکن اس بات کے بعد تو میں نے اپنے مولا کے دامن کو تھام لیا کہ خدایا ان کا بڑا بیٹا ہے۔ اور اماں جی (دادی جان) احمدی نہیں ہیں۔ اگر کچھ ہوا تو میں کیا کہہ سکتی ہوں۔ میں نے تو خود ہی آگ اور خون کے حوالے کر دیا۔ ابا جان بتاتے ہیں کہ وہ واپس آئے تو امی صحت کے لحاظ سے بہت کمزور تھیں۔

دین کے لئے غیرت: ہمارے معاشرے میں جیسا کہ بچیوں کی پیدائش پر کچھ افسردگی کا احساس ہوتا ہے اسی طرح تین بہنوں کے بعد چوتھی بچی کے وقت گمان ہوا کہ پھر لڑکی نہ پیدا ہو جائے۔ کیونکہ ابھی بیٹا نہیں تھا۔ چونکہ اباجی (دادی جان) ابھی احمدی نہیں ہوئی تھیں۔ لیکن اپنے خاندان سے وہ بھی بہت مختلف تھیں۔

لیکن غیر از جماعت افراد خاندان کی خواتین بضد تھیں کہ منت مانی جائے۔ اور جب بیٹا پیدا ہو جائے تو اباجی سے چھپ کر اس منت کو ادا کر دیا جائے۔ آخر امی کو بتائے بغیر خود ہی ان لوگوں نے منت مان لی۔ مزار پر بھی (عبداللہ شاہ غازی) اور نازیہ کی بھی۔ جب وہاں سے جو چیزیں ملیں تو امی بتاتی ہیں کہ میں نے دل میں کہا کہ ایسا نہیں ہو گا۔ اور کمرے میں آکر یوں لگا جیسے میرا دم نکل جائے گا۔ پھر جب حالت سنبھلی تو بے اختیار خدا کے حضور خوف سے روتی جاتی تھیں کہ میرے مولا میرے ایمان کو بچا لے۔ اور اب اگر تو نے بیٹا دینا بھی ہے تو نہ دے۔ بیٹی ہی دے میں صبر اور شکر سے اس کو قبول کروں گی۔ کیونکہ مجھے خوف ہے کہ اگر بیٹا ہو گیا تو زندگی کے کسی لمحے یہ گمان نہ کر لوں کہ شاید منت کی وجہ سے ہے۔ اور اللہ کا بے پناہ شکر ہے کہ اس نے بیٹی دی۔ اور میرا ایمان بچ گیا۔

جب ہم بڑے ہوئے اور شادیوں کا وقت آیا تو بعض خواتین نے امی کو مشورہ دیا کہ اب آپ اپنا یہ گھر بدل لیں۔ کوئی اچھا بڑا گھر لیں۔ ورنہ بچیوں کے اچھے رشتے نہیں آئیں گے۔ یہ تو صرف دو کمروں کا گھر ہے۔ اپنا Status بدلیں۔ امی نے ابا جان سے بات کی۔ تو ابا جان نے بھی یہی بات بتائی کہ چند دوستوں بھی ایسی ہی بات کی ہے۔ پھر امی سے کہا کہ آپ کا کیا خیال ہے۔ امی نے کہا کہ میں تو سمجھتی ہوں کہ رشتے خدا کے فضل سے ہوتے ہیں ظاہری چیزوں کی تو کوئی حقیقت نہیں اور نہ ہی ہم ظاہری چیزوں کے متمنی ہیں۔ صرف نیک متقی' دین سے محبت کرنے والے نظام سے وابستہ لڑکے ہوں۔ محنتی' رزق تو خدا تعالیٰ ہی دے گا۔ ابا جان نے کہا کہ میرا بھی یہی خیال ہے۔ خدا پر بھروسہ رکھو۔

یہ ان کا توکل ہی تھا کہ سب بہنوں کی شادی اللہ تعالیٰ کے فضل سے نیک متقی خاندانوں میں ہو گئی۔ اور سب اپنے گھروں میں خوش ہیں۔ دنیا کی بے شمار نعماء بھی ملیں اور دعاؤں کے نتیجے میں بہو بھی خوبصورت خوب سیرت' خدمت گزار ہے۔

ابا جان شادی کے بعد بھی والدین کے ساتھ تھے اور مشترکہ خاندان میں جیسے خرچ آمدنی گھر کے بزرگ ہی چلاتے ہیں۔ اماں جی کو اپنی ابا جان تنخواہ دیتے تھے پھر جب امی نیچے کے گھر میں منتقل ہو گئیں تب بھی اسی طرح نظام چلتا رہا۔ ابا جان امی کو کبھی کہتے کہ آپ کو پیسوں کی ضرورت ہو تو اماں سے لے لیا کریں تو امی کا ایک ہی جواب ہوتا۔ بیگ صاحب آپ فکر نہ کریں میری تو ہر ضرورت پوری ہو جاتی ہے۔ اور اگر مانگنا ہی ٹھہرا تو کیوں نہ اپنے مولا سے مانگوں۔

سادگی اور قناعت سے ساری زندگی گزارہ کیا۔ گرمیوں میں دو جوڑے ابا جان کے لئے بنتے تھے۔ چونکہ سفید ہوتے اس لئے اگلے موسم میں وہ اتنے اجلے بھی نہ رہتے اور کچھ بوسیدہ بھی ہو جاتے اس لئے امی ان کرتوں کو گھر میں خود رنگ لیتیں۔ وہ امی کے نئے کپڑے ہوتے جسے دیکھ کر کئی بار کہا جاتا کہ یہ تو ہر موسم میں نئے کرتے بنا لیتی ہے۔ نہ تو کبھی تردید کی اور نہ بتایا کہ کیا راز ہے۔ بڑے بچوں کے کپڑے چھوٹوں کے اور چھوٹوں کے ان سے چھوٹوں کے کام آجاتے۔ پرانی شلواروں کو اکثر الٹ لیتی تھی۔ پائنچے تو ہمیشہ ہی ادھیڑ کر نئے بنائے جاتے تھے۔ اور وہ شلواریں جن کے رنگ بھی خراب ہو جاتے تھے۔ ان کو دوبارہ ادھیڑ کر اور کندوں کو اریب سے جوڑ کر پھر سادہ کپڑا بنا لیا۔ انہیں رنگ کر رضائیوں کی گوتیں اور دلائیوں کی گوتیں بن جاتیں اور پرانے دوپٹے پرانی ململوں کے استروں کے ساتھ درمیان کا حصہ تیار ہو جاتا۔ تو سردیوں میں نئی رضائیاں اور دلائیاں بن جاتیں۔ قمیض کے دامن ہمیشہ مضبوط رہتے ہیں۔ اس لئے ان سے چھوٹے بچوں کے کپڑے یا پلین کپڑا ہے تو تکیوں کے کور چھوٹی میزوں کے کور بنا لئے جاتے۔

ہلکے رنگوں کے کپڑے اور دوپٹے آہستہ آہستہ گہرے سے گہرے تر رنگوں میں بدل جاتے تھے۔ پرانے سوئیٹر ادھیڑتے اور پھر یا تو رنگ کر یا پھر اون ملا کر دوبارہ نئے تیار ہو جاتے۔ جو اون بالکل بے کار ہو جاتی اس سے ٹاٹ پر ڈیزائن بنا کر گھر میں فرشی قالین تیار ہو جاتا۔ اسی طرح کھانے کی چیزوں میں بھی کبھی کوئی چیز ضائع ہوتی نہ دیکھی۔ حتیٰ کہ لیموں کے موسم میں بھی سلاد میں لیموں استعمال کے بعد اس کے چھلکے یا تو نمک لگا کر بوتل میں ڈال دیئے جاتے یا پھر انہیں سرکے میں ڈبو دیا جاتا تھا۔ اسی میں ادرک' ہری مرچ' کلونجی وغیرہ ڈل جاتی۔ وہی چھلکے بعد میں پیاز کے ساتھ مچھلی میں مسالحہ لگائے قیمے کے کبابوں میں استعمال ہوتے۔

ہرے دھنیے کی موٹی ڈنڈیاں چٹنی میں اور پتے سالن میں۔ کدو کے موٹے چھلکے چنے کی دال یا صرف مسالحے میں پک جاتے اور کدو الگ۔ اسی طرح گوبھی کے پھول الگ یا پھر اس کی ڈنڈیاں پہلے گلا لیتیں اور پھول بعد میں دم پر ڈال دیتیں۔ گویا ہمارے گھر میں ہر چیز کا استعمال موجود تھا بچے ہوئے کھانوں کی شکلیں بدل کر دوبارہ کھا لیا جاتا۔

ابا جان کا حلقہ احباب بھی وسیع ہے اور اکثر و پیشتر دعوت کا اہتمام ہوتا۔ یہ دعوتیں آج کل کی طرح کی پر تکلف دعوتیں نہ تھیں ان میں بھی سادگی اور سلیقہ نمایاں تھا۔ لیکن جتنے افراد بتائے جاتے اکثر ان سے دگنے ہی ہو جاتے بعض اوقات اس سے بھی بڑھ جاتے۔ اور امی جان کا درود شریف پڑھ پڑھ کر دم کرنا اسی کھانے میں برکت ڈال دیتا جو سب کو ہی پورا ہوتا تھا۔ بعد میں چھوٹے بچوں کو تو کچھ مل جاتا لیکن ہم بڑے امی کے ساتھ بچی ہوئی سلاد چٹنی وغیرہ کے ساتھ بڑی خوشی کے ساتھ کھا لیتے۔ کبھی احساس ہی نہیں ہوا کہ ہم نے ان چیزوں میں سے نہیں کھانا۔

اسی طرح شاید ہی کوئی دن ہوتا کہ ہمارے ہاں ناشتہ' دوپہر کے کھانے' شام اور رات کو کوئی مہمان ہمارے ساتھ شامل نہ ہو۔ کمال برکت تھی جو اسی مہینے کے راشن میں دکھائی دیتی تھی۔

ابا جان کی صحت شروع سے ہی کمزور رہی ہے۔ امی جان ان کے لئے الگ کھانے کا انتظام کرتی تھیں۔ لیکن کبھی کسی بچے نے اس میں سے لے لیا تو ان کے سمجھانے کا طریق یہ تھا کہ دیکھو تمہارے ابا جان صبح سے رات تک کام کرتے ہیں۔ یہ ان کے لئے ہے۔

سال میں دو جوڑے عید الفطر پر بنتے تھے۔ جوتا وہی اسکول والا۔ یہی کپڑے جوتے ہر تقریب میں بڑی شان سے پہنتے۔ اسکول کی کاپیاں کتابیں کبھی خراب نہیں کیں۔ پرانے کورس خود گھر میں امی جان جوڑ کر سی کر جلدیں درست کر کے کور چڑھا کر دے دیتیں۔ کاپیاں لے کر ان کے ہر پیج پر نمبر لگواتیں۔ کتاب یا کاپی پھاڑنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ پنسل ایک ملتی اور صبح یا تو خود تراش کر دیتیں یا پھر جب بڑے ہو گئے تو چھوٹوں کا یہ کام ہمارے ذمے لگ گیا۔ ربڑ' فٹ وغیرہ کبھی نہیں توڑے نہ ضائع ہوئے۔ اگر گم ہو جاتے یا ٹوٹ جاتے تو پھر ان کا حساب دینا پڑتا۔ بڑے پیار سے سمجھاتیں دیکھو بچو ان چیزوں کا خدا تعالیٰ حساب لیتا ہے۔ یہ ساری نعمتیں اس نے تم کو اس لئے نہیں دیں کہ خود ہی استعمال کرو بلکہ اس میں دوسروں کا بھی حصہ ہے۔ اگر ضائع کر دیں تو ان کو کیسے دو گے۔ اسی لئے ان کی قدر و قیمت کا احساس کرو۔ کاپیاں پنسلیں' پن' ربڑ وغیرہ سال کے شروع میں ابا جان اکٹھی ہول سیل سے لے کر آتے۔ اور کاپی بھرنے کے بعد امی چیک کر کے دوسری کاپی دے دیتیں۔

سال ختم ہونے پر پرانی کاپیوں کے سادے کاغذ نکال لئے جاتے اور ان کو جوڑ کر الگ کاپیاں بنائی جاتیں۔ جو رف کاپی یا اپنی یادداشتیں' معلومات' اچھے اشعار سبق آموز تحریریں' اقوال وغیرہ کے لئے بطور ڈائری استعمال ہوتی۔ یہی موٹی سی کاپیاں جماعتی کلاسز کے نوٹس کے کام آتیں جو آج بھی کوئی کوئی موجود ہے۔

ہمارے بچپن میں بھی اور آج بھی ابا جان کی مصروفیت وہی ہے۔ لیکن اب تو دوپہر میں گھر آ جاتے ہیں جبکہ بچپن میں کئی کئی دن ہو جاتے تھے ابا جان نظر نہیں آتے تھے۔ ہمارے اٹھنے سے پہلے چلے جاتے اور سونے کے بعد آتے۔

امی صبح عبادات کے وقت اٹھا دیتی تھیں۔ اور اس وقت تک امی کپڑے دھو چکی ہوتیں۔ سب بچے وقت پر عبادت ادا کرتے۔ پھر کلام الٰہی پڑھتے پھر ناشتہ ملتا۔ اس میں ردوبدل کا امکان کم ہی تھا۔ اسی طرح عبادات کی بروقت ادائیگی نہ کرنے پر سختی بھی ہوتی۔ اس پر معافی ممکن نہ تھی۔ دوپہر میں سکول کے بعد تھوڑی دیر سلا دیتیں اور شام کو رات کھانے تک سکول کی پڑھائی مکمل کر لیتے رات کھانے کے بعد عموماً دینی باتوں کا پروگرام ہوتا۔ کبھی بیت بازی۔ کبھی سوال و جواب۔ رات سوتے ہوئے امی کے

باقی صفحہ 6 پر

بقیہ صفحہ 3

ہے اور رحم بھی آج میں نے چار کتابیں رجسٹری کرا کر سیالکوٹ بھیج دی ہیں۔ اطلاعاً لکھا گیا۔

والسلام خاکسار غلام احمد از قادیان 22 فروری 1887ء

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نور الدین صاحب (-)

عنایت نامہ پہنچ کر باعث ممنونی ہوا مجھ کو آنمخدوم کے ہر ایک خط کے پہنچنے سے خوشی پہنچتی ہے۔ کیونکہ میں جانتا ہوں خالص دوستوں کا وجود کبریت احمر سے عزیز تر ہے اور آپ کا دین کے لئے جذبہ اور ولولہ اور عالی ہمتی ایک فضل الٰہی ہے۔ جس کو میں عظیم الشان فضل سمجھتا ہوں۔ اور میں دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ جلشانہ آپ سے اپنے دین میں پہلے درجہ کی خدمتیں لیوے۔ حکیم فضل دین صاحب بھی بہت ہی عمدہ آدمی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر بخشے۔ اگر ملاقات ہو تو آپ سلام (-) پہنچادیں۔

خاکسار غلام احمد 25۔ اپریل 1887ء

مخدومی و مکرمی اخویم مولوی حکیم نور الدین صاحب (-)

(-) آج آپ کا عنایت نامہ پہنچ کر مضمون مندرجہ معلوم ہوا۔ مجھ کو بندوبست مطبع و دیگر مصارف کے بارے میں بہت کچھ فکر اور خیال تھا۔ جو آپ کے اس مبشر خط سے سب رفع دفع ہوا (-)

چند روز ہوئے میں نے اس قرضہ کے تردد میں خواب میں دیکھا تھا۔ کہ میں ایک نشیب گڑھے میں کھڑا ہوں۔ اور اوپر چڑھنا چاہتا ہوں۔ مگر ہاتھ نہیں پہنچتا۔ اتنے میں ایک بندہ خدا آیا۔ اس نے اوپر سے میری طرف ہاتھ لمبا کیا اور میں اس کے ہاتھ کو پکڑ کر اوپر چڑھ گیا۔ اور میں نے چڑھتے ہی کہا کہ خدا تجھے اس خدمت کا بدلہ دیوے۔

آج آپ کا خط پڑھنے کے ساتھ میرے دل میں پختہ طور پر یہ جم گیا کہ وہ ہاتھ پکڑنے والا جس سے رفع تردد ہوا۔ آپ ہی ہیں کیونکہ جیسا کہ میں نے خواب میں ہاتھ پکڑنے والے کے لئے دعا کی۔ ایسا ہی برقتِ قلب خط کے پڑھنے سے آپ کے لئے منہ سے دلی دعا نکل گئی۔ (-)

اگر یہ ممکن ہو میری تحریر پہنچنے پر ماہ بماہ تین سو (-) تک آپ بھیج سکیں یہاں تک کہ چودہ سو (-) پورا ہو جاوے۔ تو یہ نہایت عمدہ بات ہے۔ مگر اول دفعہ میں پانچ سو (-) روپیہ بھیجنا ضروری ہے۔ تا ضروری انتظام کیا جاوے۔ میرا ارادہ ہے کہ یہ کام ماہ رمضان میں جاری ہو جاوے۔ ایک شخص منشی رستم علی نام نے تین سو روپیہ ڈیڑھ سال کی میعاد پر قرضہ دینا کیا ہے۔ اور بابو الٰہی بخش صاحب بھی کچھ دینا چاہتے ہیں۔ سو جس قدر روپیہ دوسروں کی طرف سے بطور قرضہ آئے گا۔ اسی قدر آپ کو کم دینا ہوگا۔ مگر اصل مدار اس قرضہ کا آپ کے نام پر رہا۔ میں نے آپ کا خط بابو الٰہی بخش صاحب کے پاس لاہور میں بھیج دیا ہے۔ کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ آپ کی انشراح صدر اور علو ہمت اور خلوص اور صدق سے میرے دوسرے دوست مطلع ہوں۔

کل ایک خط بابو الٰہی بخش صاحب کا کسی شخص کی سفارش کے بارہ میں آیا ہے۔ سو وہ خط ارسال خدمت ہے۔ آپ پابندی مصلحت جیسا کہ مناسب ہو۔ ہمدردی کام میں لاویں۔ اگر آپ کے اشارہ سے کسی (-) کی خیر اور بہتری متصور ہو اور خود وہ اشارہ خیر محض ہو فتنہ سے خالی ہو۔ تو بلاشبہ موجب ثواب ہے (-)

زیادہ خیریت ہے۔ والسلام خاکسار غلام احمد از قادیان 2 مئی 1887ء

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نور الدین صاحب (-)

(-) عنایت نامہ عین انتظار میں پہنچا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خوش و خرم رکھے۔ میں پروردگار جلشانہ کا شکر ادا نہیں کر سکتا جس نے ایسے صادق اور کامل الوداد دوست میرے لئے میسر کئے (-)

پانچ رسالہ شحنہ حق خدمت شریف میں روانہ کئے گئے ہیں کتنی مجبوریوں کے پیش آنے کی وجہ سے میرا ارادہ ہے کہ اپنا مطبع تیار کر کے سراج منیر وغیرہ کتب اس میں چھپواؤں۔ سو اگر خدا تعالیٰ نے اس کام کے لئے سرمایہ میسر کر دیا۔ تو جلد پریس وغیرہ کا سامان ضروری خرید کر کتابوں کا چھپوانا شروع کیا جائے گا۔ اس طرف اب شدت گرمی پڑتی ہے۔ امید ہے کشمیر میں خوب بہار ہوگی۔ کشمیر کا تحفہ کشمیر کے بعض عمدہ میوے ہیں۔ جیسے گوشہ بگو کی لوگ بہت تعریف کرتے ہیں مگر وہ میوہ ذخیرہ خور نہیں ہیں امید رکھتا ہوں کہ جلد جلد حالات خیریت آیات سے مطلع فرماتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خوش رکھے اور خوشی خورمی سے لادے۔ اور آپ کے ساتھ رہے آمین والسلام خاکسار غلام احمد عفی عنہ از قادیان 11 مئی 1887ء

مکرمی اخویم میاں کریم بخش صاحب (-)

آپ کا عنایت نامہ جو محبت اور اخلاص سے بھرا ہوا تھا پہنچا۔ جس قدر آپ نے خلوص اور محبت سے خط لکھا ہے۔ میں اس کا شکر گزار ہوں۔ خداوند کریم آپ کو اس کا اجر بخشے۔ بے شک اخویم مولوی حکیم نور الدین صاحب نہایت قابل تعریف اخلاق سے متخلق ہیں۔ اور مجھ کو ان کے ہر ایک خط کے دیکھنے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ بفضلہ تعالیٰ ان نادر الوجود مردوں میں سے ہیں کہ جو دنیا میں بہت ہی کم ہیں۔ صفت 'جوانمردی' اور یک رنگی اور خلوص اور وفا اور روبحق ہونے کے اور بایں ہمہ انشراح صدر اور غربت اور فروتنی اور تواضع ایسی ان میں پائی جاتی ہے کہ جس پر در حقیقت ہر ایک (صاحب ایمان) کو رشک کرنا چاہئے۔ (-) میں خوب جانتا ہوں۔ اور مجھے بہت کامل تجربہ ہے کہ اللہ جلشانہ پر کوئی شخص اپنی صفائی میں سبقت نہیں لے جا سکتا۔ اور وہ محسنین کا ہرگز اجر ضائع نہیں کرتا ہاں یہ بات ہے۔ کہ درمیانی زمانوں میں ابتلاء کے طور پر کشف خیر میں کچھ توقف ہوتی ہے۔ مگر آخر رحمت الٰہی دستگیری کرتی ہے۔ اور (صاحب ایمان) کو چشم گریاں کے ساتھ اس بات کا اقرار کرنا پڑتا ہے کہ ربانی نیکی اور رحمت اور مروت اس کی نیکی سے بڑھ کر ہے۔ سو میں دلی اطمینان سے مولوی حکیم نور الدین صاحب کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ ہر ایک [illegible] امیدوار رحمت الٰہی رہیں۔ خدا تعالیٰ ان کو ضائع نہیں کرے گا۔ وہ جس کے ہاتھ میں سب قدرتیں ہیں نہایت ہی غفور الرحیم ہے وفادار بندے آخر اس سے اپنی مرادیں پاتے ہیں۔ اس کا قدیم سے اپنے خالص بندوں کے لئے یہی قانون قدرت ہے۔ کہ درمیان میں کچھ کچھ تکلیف اور خوف اور حزن اٹھا کر انجام کار فائز المرام ہوتے ہیں۔ والسلام خاکسار غلام احمد قادیان 14 مئی 1887ء

(نوٹ از شیخ یعقوب علی عرفانی) یہ خط حضرت مولوی عبد الکریم صاحب کے نام ہے جو ان ایام میں کریم بخش کہلاتے تھے۔ اس لئے کہ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب کا نام ان کے والدین نے کریم بخش ہی رکھا تھا۔ میں نے آپ کے والد ماجد چوہدری محمد سلطان صاحب کو دیکھا۔ کہ وہ ہمیشہ کریم بخش ہی کہا کرتے تھے۔ حضرت (امام اول) کے مکتوبات کے ضمن میں اس مکتوب کو میں نے اس لئے درج کر دیا ہے کہ یہ خط حضرت (امام اول) ہی کے متعلق ہے۔

بقیہ صفحہ 5

ساتھ لیٹے لیٹے دینی باتیں دعائیں نظمیں وغیرہ باری باری سنا دیتے۔ پھر دعائیں دہرا کر سونے کی تلقین کرتیں۔

چھٹیوں کا پروگرام ذرا مختلف ہو جاتا۔ صبح سے دوپہر تک سکول کا کام۔ شام کو کوئی مشغلہ 'مٹی کے برتن' فروٹ' کھلونے وغیرہ۔ گڑیا کی شادی کی تیاریاں۔ رات کو وہی دینی پروگرام۔ حضرت بانی سلسلہ کی کتب شروع ہوتیں باری باری اس کے چند صفحے سنائے جاتے۔ امی جو بات سمجھ میں نہیں آتی وہ بتاتیں اور اردو بھی درست ہوتی اور مشکل الفاظ بھی سمجھ میں آتے' معلومات بھی بڑھ جاتیں' احادیث کلام الٰہی کی سورتیں بھی باری باری دہرائی جاتیں۔ چھوٹے بچوں کو سیرت کی کہانیاں' بزرگوں کے ایمان افروز واقعات' جرنیلوں کی باتیں وغیرہ بھی بتائی جاتیں اور رات کو امی کا معمول تھا کہ تلاوت کرتیں اور سب بچے پاس ہی لیٹے ہوتے۔ اکثر سورتیں اسی طرح سن سن کر ہی یاد ہو گئیں۔ بچپن میں اکثر ہی کلام الٰہی سنتے سنتے سو جانا ہماری خوش قسمتی بھی۔ سب بچوں کو کلام الٰہی امی نے ہی پڑھایا۔ سوائے باسط کے اس کے چند پارے رہ گئے تھے وہ قابو نہیں آتا تھا۔ پھر استانی جی نے مکمل کروایا۔

امی کو فارغ اوقات میں جو بہت ہی کم ہوا کرتے تھے۔ کلام الٰہی ٹہل ٹہل کر پڑھتے دیکھا۔ یا پھر دعائیں اور نفل پڑھتے۔ (مہمانوں کی کثرت کے باوجود امی کی کوشش ہوتی کہ پروگرام کے مطابق ہی دن رات بسر ہوں)

ابا جان جب خدام الاحمدیہ کے قائد تھے تو بعض اوقات رات بھی گھر نہیں آتے تھے۔ اس وقت جب آنکھ کھلتی اور ابا جان کا پوچھتے تو جواب ملتا۔ کام سے گئے ہیں ابھی نہیں آئے۔ دعا کرو سو جاؤ اور خود نفل پڑھ رہی ہوتیں۔ یہ امی کے پسندیدہ مشاغل میں سے تھے۔ امتحان کے دنوں میں تو جب تک ہمارا پرچہ ہوتا۔ امی بات کم ہی کرتیں۔ اکثر انہیں دم کرتے دیکھا۔ بیماریوں میں بھی یہی حالت تھی۔

ابا جان کی قیادت کے زمانے میں جب پوسٹر لگا کرتے شہر میں تو ساری رات لئی پکتی اور خدام آ کر خالی دیگچے دے کر نیا تیار کیا ہوا لے جاتے۔ گھر کے جوتوں کے برش' اسٹول وغیرہ سب ہی استعمال میں ہوتے اور کہیں مسئلہ ہوا تو کبھی دیگچے غائب' اسٹول ندارد اور برش تو کبھی واپس نہ آئے۔ جب لئی کا کام ختم ہو جاتا تو صبح کے ناشتہ کی تیاری جس میں آلو کی بھجیا۔ پراٹھے یا گھی کی روٹی۔ کبھی انڈوں کا انڈے یا شاذ کے طور پر قیمہ ہوتا جو رات کام کرنے والے خدام کے لئے تیار کیا جاتا تھا۔ اس میں ملائی اور دہی بھی شامل تھی۔

ہمارے ہاں دودھ کی کثرت' دہی انڈے' گھی وغیرہ چونکہ اباجی (دادا جان) خود گائے' مرغیاں پالتے تھے اور یہ سب انہوں نے بچوں کے لئے ہی کیا تھا۔ اس لئے اس کی کبھی کمی نہیں ہوئی۔ ایک بات بڑی انوکھی تھی۔ اگر کبھی ابا جان کو غصہ آجاتا تو وہ ٹہل ٹہل کر بات کرتے۔ امی جان باورچی خانے میں ہوتیں تو دروازہ بھیڑ لیتی تھیں کہ میں نظر نہیں آؤں گی۔" تو غصہ ٹھنڈا ہو جائے گا۔ اگر ہم میں سے کوئی کہتا کہ امی آپ ابا جان کو بتائیں کہ یہ بات ایسے نہیں ہے تو فوراً کہہ دیتیں۔ بچے پہلے ہی پریشان ہیں۔ میں اور انہیں دکھ دوں۔ ان کے پاس ان بے کار باتوں کا وقت نہیں ہے۔ انہیں کام کرنے دو۔

جب زیادہ غصہ ہوتا تو امی کھانے سامنے رکھتیں تو ابا جان کہتے کہ مجھے بھوک نہیں ہے۔ بڑے پیار سے کہتیں بیگ صاحب اس کھانے سے کیا ناراضگی۔ آپ کا بلڈ پریشر لو رہتا ہے کھانا کھا لیں۔

میری شادی کے بعد امی نے کہا کہ بچے بشریٰ دیکھو گھروں میں مسائل تو ہو جاتے ہیں۔ عورتوں کے پاس بیکار وقت ہوتا ہے تو ایسی باتیں ہو جاتی ہیں لیکن کبھی گھریلو مسائل اور جھگڑے داؤد کو نہ بتانا۔ انہیں باہر کے بہت کام اور پریشانیاں ہوتی ہیں۔ اس طرح مرد کی عمر کم ہو جاتی ہے۔ عورتیں تو ادھر ادھر بیٹھ کر باتیں کر لیتی ہیں۔ لیکن مرد اپنے دل پر بوجھ رکھ لیتے ہیں۔ ویسے امی جان نے کبھی خاندانی مسئلہ پر بچوں کو بولنے نہ دیا۔ اور نہ ہی ایسی باتیں بچوں کے سامنے کرتیں۔ کہتی ہیں کہ ذہن خراب ہو جاتے ہیں۔ اور عاقبت بگڑ جاتی ہے۔ امی جان عادتاً ہاتھ سے کام کرتی رہتیں اور زبان سے دعائیں۔ آیات یا پھر حضرت بانی سلسلہ کے اشعار پڑھتی رہتی ہیں اکثر وہ "اک نہ اک دن پیش ہوگا تو خدا کے سامنے" والی نظم پڑھتیں۔ اور جب ان اشعار پر پہنچتیں کہ۔

بارگاہِ ایزدی سے تو نہ یوں مایوس ہو
مشکلیں کیا چیز ہیں مشکل کشا کے سامنے
حاجتیں پوری کریں گے کیا تری عاجز بشر
کر بیاں سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے

تو ان کی آنکھوں سے جھڑی لگی ہوتی۔ اور بار بار دہراتی چلی جاتیں۔

اسی طرح "اقبال کو بڑھانا۔ اب فضل لے کر آنا ہر رنج سے بچانا' دکھ درد سے چھڑانا' خود میرے کام کرنا یا رب نہ آزمانا"۔ یہ مصرعہ اتنا پڑھتیں کہ مجھے لگتا جیسے امی کا کوئی کام بھی ایسا نہیں بچے گا۔ جو خدا نہ کردے۔ اور حقیقتاً ہوا بھی ایسے ہی۔ اب بھی یونہی ہوتا ہے کہ وسائل نہ ہونے کے باوجود ان کے کام نہیں رکتے۔ اور فرشتوں کی مدد سے ہو جاتے ہیں۔

امی میں صبر' حوصلہ' تحمل' بردباری بہت ہے۔ اور خدا کی ذات پر توکل بے انتہاء۔ کہتیں کہ مجھے اپنے وجود پر بھی اتنا اعتبار نہیں۔ جتنا اپنے مولا کے فضلوں اور رحمتوں پر ہے۔

سخت محنتی حتیٰ کہ شدید بیماریوں میں بھی جب تک چل سکتی تھیں کام جاری رہتا۔ اور ان بیماریوں میں ابا جان کے معمولات میں شاذ ہی فرق آیا ہو۔ ہمیشہ کہہ دیتیں کہ میری فکر نہ کریں۔ ٹھیک ہو جاؤں گی۔ آپ اپنے کام سے جائیں۔

ایک بار ایسا ہوا کہ ڈاکٹر محمودہ نذیر صاحب اللہ تعالیٰ انہیں اپنا قرب عطا فرمائے۔ ڈاکٹر کو آپریشن کے لئے ابا جان کے دستخط کی ضرورت پڑی اور ابا جان انتہائی تلاش کے باوجود نہ مل سکے۔ ڈاکٹر نے امی کی سائن لی۔ کئی بار تلاش ہوتی تو کسی میٹنگ میں مصروف ہوتے۔ ڈاکٹر صاحب نے ابا جان سے کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ آپ کی بیوی کی کیا حالت ہے پھر بھی غائب ہو جاتے ہیں۔ کہنے لگے آپ میرا انتظار نہ کیا کریں جو کام کرنا ہو کرلیں۔ میں جس کام میں مصروف ہوں اس کی زیادہ اہمیت ہے (یہ ابا جان کی قیادت کا زمانہ تھا) میرے یہاں موجود رہنے سے تو کچھ نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ خود فضل فرمائے گا۔

امی کو ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ہے۔ ہر چیز گھر میں ہی بنانے کا شوق ہے۔ کتنے ہی مہمان ہوں' روٹی گھر پر ہی پکتی تھی۔ کپڑا کبھی درزی سے نہ سلایا۔

○○○

بقیہ صفحہ 3

میں 1/16 کی شرح سے چندہ دینے کی توفیق نہیں پاتا۔ لیکن امیروں کی طرف سے کبھی کوئی ایسا خط نہیں آیا کیونکہ اگر وہ لکھیں تو ان کو شرمندگی ہو گی اس لئے وہ نظام جماعت کے قواعد توڑنے پر مجبور ہو جاتے ہیں اور یوں ایک اور گناہ ان سے سرزد ہو رہا ہوتا ہے۔ یعنی غریب آدمی جانتا ہے کہ میں شرح میں کمی کا لکھوں گا تو میری غربت پر رحم آئے گا۔ اور میرے لئے دعا کی طرف توجہ پیدا ہو گی اس لئے اس کی طبیعت میں معافی کا خط لکھنے پر ایک طبعی آمادگی پائی جاتی ہے۔ لیکن امیر آدمی اگر ایسا کرے تو بالفاظ دیگر وہ اپنی خست کا راز کھولتا ہے اس لئے رک جاتا ہے چنانچہ کسی امیر آدمی نے کبھی نہیں لکھا کہ اسے 1/16 کی شرح سے چندہ دینے کی توفیق نہیں لہٰذا اسے معاف کر دیا جائے حالانکہ میں نے وعدہ کیا ہوا ہے کہ اگر کوئی مجھے خط لکھے گا تو میں معاف کر دوں گا۔ لیکن وہ لکھ سکتے ہی نہیں ان میں اس بات کی توفیق ہی نہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اس طرح ان کے دل کا بخل ننگا ہو جائے گا۔ اس لئے ایک جرم دوسرا جرم کرنے پر مجبور کر دیتا ہے۔

پس اصل نگران تو تقویٰ ہی ہے جو دل کا نگران ہے۔ باہر سے نگرانی ممکن ہی نہیں ہے یعنی حقیقی نگرانی باہر سے نہیں ہو سکتی۔ اس لئے میں اپنی جماعت کے خوشحال طبقہ سے کہتا ہوں کہ وہ اپنے تقویٰ کا معیار بڑھائیں اور خدا تعالیٰ کی راہ میں اموال پیش کرتے وقت اپنے تقویٰ کے نگران کو سامنے رکھا کریں اور یہ نہ دیکھا کریں کہ باہر سے کوئی آنکھ دیکھ رہی ہے یا نہیں۔

اس مضمون کا دوسرا حصہ ان لوگوں کے متعلق ہے جو اموال خرچ کرنے کے ذمہ دار ہیں یعنی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے وہ مختلف کارکن مراد ہیں جو خدا کی راہ میں جمع ہونے والے اموال کو خرچ کرنے کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ ان میں واقفین زندگی بھی ہیں اور غیر واقفین زندگی بھی۔ پاکستان میں کام کرنے والے بھی ہیں اور باہر کے ملکوں میں بھی۔

ایسے ممالک میں بھی ہیں جو خدا کے فضل سے بہت خوشحال ہیں اور اگر وہاں واقفین زندگی ہیں تو کم سے کم معیار زندگی کے لحاظ سے بھی ان کی حالت پاکستان میں بسنے والے واقفین کے مقابل پر یہاں کے اعلیٰ سے اعلیٰ معیار سے بھی اونچی ہے۔ اور ایسے ممالک میں بھی واقفین زندگی ہیں جہاں اتنی غربت ہے اور معیار زندگی اتنا گرا ہوا ہے کہ بعض دفعہ جب ہم ان کے وظائف میں ایک ہفتہ پہلے اضافہ کا اعلان کرتے ہیں تو اس کے بعد یہ اطلاع آجاتی ہے کہ اب اس ملک میں پیسے کی قیمت آدھی رہ گئی ہے یعنی چند دن کے اندر اندر روپے کی قیمت گر گئی۔ پس واقفین زندگی ہوں یا غیر واقفین زندگی مختلف حالات میں وہ خدا کی راہ میں بہرحال قربانی کی توفیق بھی پا رہے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جو بے احتیاطیاں بھی کر رہے ہیں۔

جو لوگ بے احتیاطیاں کرنے والے ہیں ان کو میں متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ بے احتیاطیاں رفتہ رفتہ بد دیانتیوں میں بدل جایا کرتی ہیں اس لئے اگر آپ بے احتیاطی سے بچیں گے اور شروع میں ہی تقویٰ کے معیار کو بڑھا کر سلسلہ کے اموال خرچ کریں گے۔ تو اس کا دوہرا فائدہ پہنچے گا۔ اول یہ کہ آپ خدا تعالیٰ کی نظر میں زیادہ مقبول ٹھہریں گے۔ آپ کے ذاتی اموال میں بہت برکت ہو گی۔ آپ کی زندگی کے ہر شعبہ میں اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائے گا۔ آپ کی خوشیوں میں برکت بخشے گا۔ آپ کے ایمان اور خلوص میں برکت عطا ہو گی اور دوسرے یہ کہ جماعت احمدیہ کی مالی قربانی کے معیار کو آپ اونچا کرنے والے ہوں گے۔

(از خطبہ 4۔ اپریل 1986ء)

بقیہ صفحہ 1

تھا کہ ربوہ میں میرے بھائیوں کو اس سے فائدہ بھی پہنچ سکتا ہے۔ بہت سارے پیسے بھی ضائع ہونے سے بچائے جا سکتے ہیں پس ہمارے یہ دو محلے ایسے ہیں جن کی طرف فوری توجہ کی ضرورت ہے۔ دوسرے ملکوں میں بھی اگر کوئی ایسا مریض ہے جس کا علاج نہیں ہو سکتا تو ہمیں اس کا پتہ لگنا چاہئے۔

(خطبہ یکم دسمبر 1972ء)

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ مکرمہ شاہدہ پروین اہلیہ محمد رشید شاد ساکن فاروق آباد ضلع شیخوپورہ کی ریڑھ کی ہڈی کا اپریشن مورخہ 97-5-21 کو فیصل آباد ساحل ہسپتال میں ہوا ہے۔ احباب کامل شفاء یابی کے لئے دعا کریں۔

شاندار نتیجہ

○ امسال فروری 1997ء میں منعقد ہونے والے مڈل سٹینڈرڈ کے امتحان میں آئیڈیل پبلک سکول ربوہ کے 16 طلبہ شامل ہوئے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے 15 طلبہ کامیاب ہوئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مزید کامیابیوں سے نوازے۔

عطیہ برائے گندم

○ ہر سال مستحقین میں گندم بطور امداد تقسیم کی جاتی ہے۔ اس کار خیر میں ہر سال مخلصین جماعت حصہ لیتے ہیں۔ لہٰذا ہمدرد مخلصین جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں اور برکتوں سے نوازا ہے۔ ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ اس کار خیر میں فراخ دلی سے حصہ لیں۔

جملہ نقد عطیہ جات بد گندم کھاتہ نمبر 230-3/4550 معرفت افسر صاحب خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ ارسال فرمادیں۔

(صدر کمیٹی امداد مستحقین گندم)

(جلسہ سالانہ ربوہ)

اعلان دار القضاء

○ (محترمہ نذیراں بی بی صاحبہ بابت ترکہ مکرم مبارک احمد صاحب)

مکرم مبارک احمد صاحب ابن منشی محمد سلطان صاحب ساکن مکان نمبر 210 بلاک 2B1 ٹاؤن شپ لاہور کے ورثاء نے اطلاع دی ہے اور درخواست کی ہے کہ موصوف قضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں۔ لہٰذا قطعہ نمبر 7/19 دار النصر ربوہ (کل رقبہ ایک کنال) میں سے ان کا حصہ 5 مرلے ہے۔ یہ رقبہ ان کے بیٹے مکرم افتخار احمد صاحب کے نام منتقل کیا جائے۔ ہم دیگر ورثاء کو اس پر کوئی اعتراض نہ ہے۔ جملہ ورثاء کی تفصیل یہ ہے۔

1۔ محترمہ نذیراں بی بی صاحبہ (بیوہ)
2۔ مکرم ذوالفقار احمد صاحب (بیٹا)
3۔ مکرم فضل احمد صاحب (بیٹا)
4۔ محترمہ کوثر پروین صاحبہ (بیٹی)
5۔ محترمہ بشریٰ صاحبہ (بیٹی)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر دار القضاء میں اطلاع دیں۔

(ناظم دار القضاء۔ ربوہ)

احمدیہ ٹیلی ویژن انٹرنیشنل کے پروگرام

جمعرات 12-1997ء

12-00	رات۔ اردو کلاس۔
1-00	المائدہ۔ کچن ہائیجین۔
1-45	ترجمہ کلام الٰہی کلاس۔ از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع۔ 97-6-11
3-00	عربی زبان سیکھئے۔
3-30	عربی پروگرام قصیدہ نظم
4-00	اگلی شفٹ کے پروگرام۔
4-05	تلاوت۔ حدیث۔ خبریں۔
4-30	چلڈرنز کارنر۔ ملاقات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع۔
5-00	لقاء مع العرب۔
6-00	کینیڈین ہورائزن۔ (1) مشاعرہ (2) سمپوزیم۔ تقریر۔ از مولانا مبارک نذیر صاحب
7-00	اردو کلاس۔
8-00	عربی زبان سیکھئے۔
8-30	عربی پروگرام۔ قصیدہ نظم۔
8-45	ترجمہ کلام الٰہی کلاس۔ از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع۔ (97-6-11)۔
10-00	اگلی شفٹ کے پروگرام۔
10-05	تلاوت۔ حدیث۔ خبریں۔
10-30	چلڈرنز کارنر۔ ملاقات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع۔
11-00	سندھی پروگرام۔ ترجمہ خطبہ از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع۔ 95-9-8
12-00	المائدہ۔ کچن ہائیجین
1-00	لقاء مع العرب۔
2-00	اردو کلاس۔
3-00	کوئز پروگرام۔ نصرت جہاں اکیڈیمی۔
3-30	الزامات کے جوابات۔ از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع۔ سیشن 29۔ حصہ اول (94-5-19)۔
4-00	اگلی شفٹ کے پروگرام۔
4-05	تلاوت۔ حدیث۔ خبریں۔
4-30	ڈچ زبان سیکھئے۔
5-00	چینی پروگرام (-) اصول کی فلاسفی۔
6-00	بنگالی پروگرام۔
7-00	ہومیوپیتھک کلاس۔ از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع۔
8-00	لقاء مع العرب۔
9-00	بوسنین پروگرام۔
10-00	اگلی شفٹ کے پروگرام۔
10-05	تلاوت۔ حدیث۔ خبریں۔
10-30	چلڈرنز کارنر۔
11-00	جرمن پروگرام۔

وقف نو نمبر

○ نومولود کے متعلق یہ لکھنا کافی نہیں کہ وہ وقف نو میں شامل ہے۔ نومولود کا وقف نو نمبر بھی لکھا جائے۔

(ادارہ)

خبریں

ربوہ : 11- جون-1997ء
درجہ حرارت کم از کم 25 درجے سنٹی گریڈ زیادہ سے زیادہ 39 درجے سنٹی گریڈ

○ لاہور ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس تنویر احمد خان اور مسٹر جسٹس محمد نسیم چوہدری پر مشتمل احتساب بنچ نے نئے احتسابی قانون پر عدم اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ بادی النظر میں یہ امتیازی قانون ہے۔ فاضل بنچ نے یہ ریمارکس سابق وزراء اعلیٰ میاں منظور احمد وٹو اور سردار عارف نکئی کے خلاف ریفرنسوں کی سماعت کے دوران دیئے ہیں۔ فاضل بنچ نے کہا ہے کہ یہ بنچ ہائی کورٹ کے ججوں پر مشتمل ہے خصوصی عدالت نہیں۔ اگر کوئی قانون آئین سے متصادم ہو تو عدالت اسے کالعدم قرار دے سکتی ہے۔ عدالت پارلیمنٹ کا احترام کرتی ہے مگر پارلیمنٹ بھی آئین کی پابند ہے۔

○ کراچی میں لانڈھی کے علاقہ میں ایم کیو ایم حقیقی کے مرکزی دفتر وہائٹ ہاؤس پر منگل کی صبح نامعلوم دہشت گردوں کی اندھا دھند فائرنگ سے ایم کیو ایم حقیقی کے دو کارکن ہلاک ہو گئے ہیں۔ مسلح افراد کی تعداد 25 سے زائد تھی۔ اور وہ مرکزی دفتر پر چاروں طرف سے فائرنگ کرنے کے بعد آسانی سے گاڑیوں میں سوار ہو کر فرار ہو گئے۔ دہشت گردوں کی فائرنگ کے وقت ایم کیو ایم حقیقی کے چیئرمین آفاق احمد سمیت دیگر مرکزی قائدین بھی وہائٹ ہاؤس میں موجود تھے۔

○ سپیکر قومی اسمبلی الٰہی بخش سومرو نے کہا ہے کہ کالاباغ ڈیم سیاسی نہیں بلکہ قومی اہمیت کا حامل فنی مسئلہ ہے۔ اور اس مسئلے کو سیاست سے نکال کر ٹیکنیکی بنیاد پر حل کرنے کی کوشش کی جانی چاہئے۔

○ برطانوی وزیر خارجہ اس ہفتے پاکستان کا دورہ کریں گے۔ برطانوی لیبر پارٹی کی نئی حکومت کے کسی رکن کا یہ پہلا دورہ ہو گا۔ اس دورہ میں وہ حکام اور سرکردہ تاجروں سے ملاقات کریں گے۔

○ جنوبی ایشیا کے لئے امریکی نائب وزیر خارجہ رابن رافیل نے کہا ہے کہ وہ پاک بھارت تعلقات میں پیش رفت کے لئے پرامید ہیں۔ لیکن واشنگٹن اس عمل میں کسی قسم کا کردار یا ثالثی نہیں کرے گا۔ انہوں نے کہا کہ دونوں ممالک کو اپنے دو طرفہ تعلقات مضبوط اور بہتر بنانے چاہئیں۔

○ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف نے کہا ہے کہ اقبال گھرکی کے قاتلوں کو قرار واقعی سزا دی جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ زرعی ٹیکس کا بل پنجاب اسمبلی میں اتفاق رائے سے منظور کیا جائے گا۔ اور اس سے قبل تمام اراکین صوبائی اسمبلی کو اعتماد میں لیا جائے گا۔

○ لاہور ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس ملک محمد قیوم نے ریمارکس دیئے ہیں کہ گزشتہ دور میں انڈر میٹرک افراد بھی سفیر بنائے گئے۔ فاضل عدالت نے مقامی وکیل جاوید اقبال جعفری کی جانب سے دائر رٹ درخواست کی سماعت کے دوران کہا کہ دفتر خارجہ کے متعدد افسروں نے کئی بار بیان دیا ہے کہ بیرون ملک سفیروں کی تقرریاں وزیر اعظم کی صوابدیدی ہوتی ہے اور اس سلسلہ میں کوئی قواعد موجود نہیں۔

○ پیپلزپارٹی کے مرکزی سیکرٹری جنرل احمد مختار نے دعویٰ کیا ہے کہ حکومت سندھ نے ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین کا یہ مطالبہ تسلیم کر لیا ہے کہ پیپلزپارٹی کے دور حکومت میں مارے گئے ایم کیو ایم کے دہشت گردوں کے عوض ایم کیو ایم کو 40 کروڑ روپے فراہم کئے جائیں گے۔

○ چیچنیا کے صدر نے اپنے ملک میں اسلامی نظام نافذ کرنے کا اعلان کیا ہے۔ تمام مالیاتی اور متعلقہ ادارے ختم کر کے اسلامی بینکاری نافذ کر دی گئی ہے۔ چیچنیا کے صدر نے اغوا کے مجرموں کو سزائے موت دینے کے فرمان پر دستخط کر دیئے ہیں۔ اور کہا ہے کہ یہاں سیکولر نظام حکومت نہیں چل سکتا۔

○ بھارت نے مزید تازہ دم فوج جنگ بندی لائن پر پہنچا دی ہے۔ جسے پونچھ چڑی کوٹ اور حاجی پیر سیکٹر میں تعینات کیا گیا ہے۔

○ سابق سیکرٹری خارجہ و سینیئر سفارت کار نجم الدین شیخ کے سسر سابق ڈائریکٹر جنرل نیشنل سیونگز افتخار احمد شیروانی کی رہائش گاہ پر پانچ ڈاکوؤں نے دھاوا بول دیا۔ اور اہل خانہ کو رسیوں سے باندھ کر تین گھنٹے لوٹ مار کر کے لاکھوں روپے کے زیورات نقدی گھڑیاں اور قیمتی سامان لے کر فرار ہو گئے۔

○ سٹیٹ بینک نے نادہندگان کی فہرست جاری کر دی ہے آٹھ ہزار افراد کے ذمہ ایک کھرب 27۔ ارب روپے واجب الادا ہیں۔ قرضوں کی وصولی کے لئے خصوصی عدالتیں قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

○ سابق وفاقی وزیر ریلوے حفیظ اللہ چیمہ کے ذمہ محکمہ زراعت کے تین لاکھ روپے واجب الادا ہیں۔ یہ قرضہ ادا نہ کرنے کی وجہ سے تحصیل دار ریکوری نے چار روز قبل احاطہ کچہری سے انہیں گرفتار کر کے حوالات میں بند کر دیا تھا۔ اور ادائیگیوں کے بغیر ان کی رہائی کی درخواست مسترد کر دی گئی ہے۔

○ لاہور ہائی کورٹ نے کہا ہے کہ پولیس افسران سیاست دان نہ بنیں۔ امن و امان کی طرف توجہ دیں۔ اور عدلیہ کو ڈنڈا نہ دکھائیں۔ فاضل عدالت نے ایس ایس پی لاہور کو 14 جون تک تحریری جواب پیش کرنے کے سلسلہ میں مہلت دے دی ہے۔

○ وزیر اعظم احتساب سیل کے سربراہ سینیٹر سیف الرحمان نے ایک پریس کانفرنس میں بتایا ہے کہ سابق وزیر اعظم بے نظیر بھٹو اور ان کے شوہر آصف علی زرداری کی کرپشن، اختیارات کے ناجائز استعمال اور اقربا پروری کے بارے میں ان کے قریبی اور قابل اعتماد ٹاپ بیوروکریٹس شاہد حسن، احمد صادق، سلمان فاروقی، عثمان فاروقی، اسلم قریشی اور کیپٹن نصیر وغیرہ نے اہم ثبوت احتساب سیل کو فراہم کر دیئے ہیں۔ جن کی روشنی میں سابق حکمران جوڑے اور ان کے دیگر ساتھیوں کے خلاف 35 نئے ریفرنس تیار کر لئے گئے ہیں جو جلد چیف احتساب کمشنر کو بھجوا دیئے جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ اس بات کی بھنک پڑنے پر بے نظیر نے نواز شریف حکومت اور احتساب سیل کے خلاف واویلا شروع کر دیا ہے۔ لیکن بے نظیر جتنا مرضی شور و غل کر لیں انہیں اور ان کے شوہر کو مقدمات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ہم بدعنوانی میں ملوث عناصر کو کیفر کردار تک پہنچائیں گے۔ اور ان سے لوٹی ہوئی دولت واپس لے کر دم لیں گے۔

○ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف نے کہا ہے کہ بیرونی ہاتھ آپس میں لڑا کر پاکستان کے اظہار کیا گیا ہے۔

○ مسلم لیگ (فنکشنل) کے صدر اور حروں کے روحانی پیشوا پیر پگاڑا نے کہا ہے کہ مسلم لیگ پر جھاڑو پھرنے والا ہے۔ حکمران بھاری مینڈیٹ پر پورا نہیں اتر سکے۔

○ قومی اسمبلی میں اپوزیشن لیڈر کا چیمبر بے نظیر بھٹو کے حوالے کر دیا گیا ہے۔

○ برطانوی حکومت نے برطانیہ کے ویزے کی فیس میں اضافہ کا اعلان کیا ہے۔ برطانوی سفارت خانہ اسلام آباد کے پریس ریلیز کے مطابق برطانیہ میں سنگل انٹری فیس کی شرح 2310 روپے اور ملٹی پل انٹری (دو سال کے لئے) کی فیس 4550 روپے علاج کے لئے ویزا فیس 2310 روپے۔ پانچ سال کے لئے ملٹی پل انٹری 5600 روپے اور برطانیہ میں مستقل سکونت اختیار کرنے کے لئے ویزا فیس 16800 کر دی گئی ہے۔ فیس میں یہ اضافہ 10 جون سے ہو گا۔ پریس ریلیز کے مطابق پاکستان میں روپے کی شرح تبادلہ میں کمی کے باعث فیس بڑھائی گئی ہے۔

○ شام نے تجویز پیش کی ہے کہ عرب ممالک اپنی الگ تجارتی منڈی بنائیں۔ جس پر حسنی مبارک صدر مصر نے کہا ہے کہ یہ بہت اچھی تجویز ہے اور تمام عرب ملکوں کو اس پر غور کرنا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ عرب ممالک کے درمیان باہمی اقتصادی روابط مضبوط سے مضبوط تر ہونے چاہئیں۔ دوسروں کی طرف دیکھنے کی بجائے عربوں کو آپس میں اتحاد کا سوچنا چاہئے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہماری الگ تجارتی منڈی بن جائے تو آزادانہ تجارت کو فروغ ملے گا۔ مشترکہ تجارتی منڈی میں شام، مصر، سعودی عرب متحدہ عرب امارات کے علاوہ خلیج کی تمام ریاستوں کو شامل کرنے کا حالات خراب کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مسلم لیگ کا مینڈیٹ عوامی ہے۔ اسے دھاندلی قرار دینے والے احمقوں کی جنت میں رہتے ہیں۔

کارڈلیس ٹیلیفون۔ انٹرکام کی تسلی بخش مرمت کا مرکز
آل الیکٹرانکس
دوکان 57 الفیصل مارکیٹ لیاقت روڈ
فون: دوکان-536393 راولپنڈی

پروفیسر سعید اللہ خان ایم اے ہومیو ڈاکٹر
پرانی اور موذی امراض مثلاً شوگر دمہ۔ کینسر۔ بلڈ پریشر۔ تپ دق۔ السر ایگزیمیہ۔ نرینہ اولاد۔ لیکوریا نیز مٹی چھوڑ کورس اور چھوٹا قد کورس کیلئے رابطہ فرمائیں۔
38/1 دارالفضل ربوہ نزد چونگی نمبر 3 فون 213207

رحیم شال ہاؤس
دوکان نمبر 11 مراد کلاتھ مارکیٹ ریل بازار
پروپرائیٹر: مولوی عبداللطیف فیصل آباد
فون: 633590

100٪ خالص معیاری گرم مصالحہ جات رضوان فوڈز
شادی بیاہ و دیگر پارٹیوں اور گھریلو استعمال کیلئے
گرم مصالحہ (مکمل فارمولا کیساتھ)
ہمارا تعاون آپکے خاندان کی صحت کا ضامن
● محمد ابراہیم اینڈ سنز دارالرحمت وسطی ربوہ فون 212307